ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا

الفضل قادیان

ہفتہ میں دو بار

ایڈیٹر غلام نبی

رجسٹرڈ ایل ۳۵۱

The ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی ... قیمت فی پرچہ ...

نمبر ۸ | مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۲۹ء یوم جمعہ | مطابق ۱۸ صفر ۱۳۴۸ھ | جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

سری نگر سے تازہ آمدہ ڈاکری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضرت اقدس کا صاجزادہ طاہر احمد خسرہ سے بیمار ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا کریں۔ حضرت اقدس کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ اور ترقی کر رہی ہے

ایام زیر رپورٹ میں کسی قدر بارش بھی ہوئی۔ تاہم گرمی کی بہت شدت رہی ؂

ضلع راولپنڈی کے ایک نوجوان سکھ مسلمان ہوئے ہیں۔ ان کے دل میں اعلان اسلام سے قبل ہی اسلام کی اتنی محبت جاگزین ہو چکی تھی۔ کہ انھوں نے سارا قرآن حفظ کر لیا۔ اور اب حافظ بنکر انھوں نے اسلام قبول کیا ؂

مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کا درس القرآن روزانہ ہوتا ہے ؂

کثرتِ باراں سے بٹالہ قادیان ریلوے لائن کی شکستگی

اور زمینداروں کا نقصان

مورخہ ۱۷ و ۱۸ جولائی کی درمیانی شب کو قادیان اور اس کے گرد و نواح میں سخت بارش ہوئی۔ جس کی وجہ سے بٹالہ قادیان ریلوے کی بھرتی بعض جگہ سے بہ گئی۔ یہ واقعہ زیادہ خطرناک صورت میں ڈالہ گرنتھیاں اور بٹالہ کے درمیان پیش آیا۔ جہاں قریباً ڈیڑھ سو فٹ کے محاذ میں ریلوے لائن کی بھرتی بالکل بہ گئی اور رستہ گیا ہے۔ کہ بعض قریب کے دیہات کو کچھ نقصان بھی پہنچا ہے۔ اور ریلوے بھرتی کی وجہ سے جو پانی رک کر کھڑا رہا۔ اسکی وجہ سے فصلوں کا نقصان تو بہت زیادہ ہوا ہے۔ اور خیال کیا جاتا ہے۔ کہ سینکڑوں ایکڑ کا رقبہ زیر آب ہو کر تباہ و برباد ہو گیا ہے۔ اس قسم کا نقصان قادیان اور اس کے گرد و نواح میں بھی بہت ہوا ہے۔ چنانچہ سٹیشن قادیان کے سامنے بھی ایک بہت بڑا رقبہ زیر آب ہے۔ جس کی وجہ سے فصلوں کا بہت نقصان ہوا ہے۔

جس مقام پر ریلوے کی بھرتی زیادہ بہ گئی تھی۔ وہاں افسران ریلوے نے فوراً موقعہ پر پہنچ کر بڑی تندہی سے کام کیا۔ اور خصوصیت کے ساتھ مسٹر عبدالمجید صاحب پرمیننٹ وے انسپکٹر نے دن رات محنت کر کے مسافروں کو آرام پہنچانے اور ٹوٹے ہوئے راستہ کو درست کرنے میں قابل قدر خدمات سر انجام دیں۔ جس کی وجہ سے اس علاقہ کی پبلک انکی بہت شکر گذار ہے۔ مسٹر عبدالمجید موصوف اور ان کا عملہ اس وجہ سے بھی قابل شکریہ ہیں۔ کہ مورخہ ۱۸ جولائی کو جبکہ نمبر ۹ اپ ٹرین بیخبری کی حالت میں شکستہ مقام کے قریب پہنچ گئی تھی۔ انھوں نے ٹرین کے عملہ کو بروقت متنبہ کر کے ایک حادثہ کا جو خطرناک صورت اختیار کر سکتا تھا۔ سدباب کیا ؂

ہم ریلوے کے افسران بالا کی توجہ اس طرف مبذول کرانا ضروری سمجھتے ہیں کہ جہاں جہاں پانی کے زور کی وجہ سے ریلوے لائن کو نقصان پہنچا ہے وہاں بہت جلد پلوں وغیرہ کی تعمیر کا انتظام ہونا چاہیئے۔ تاکہ اس قسم کی تکلیف آیندہ پیش نہ آئے۔ اور حادثات کے سدباب کے علاوہ غریب زمینداروں کے مکانات اور فصلیں وغیرہ ایسے تباہ کن نقصان سے بچی رہیں۔ اُمید ہے۔ کہ اس موقعہ پر جن لوگوں کے مکانات یا چاہات یا فصلوں وغیرہ کو ریلوے کی بھرتی کی وجہ سے پانی کھڑا رہنے سے نقصان پہنچا ہے۔ ان کو ان کے نقصان کا پورا پورا معاوضہ دیا جائے گا ؂

شہید ملّت

کے نواں کردن شمار خوئی روشن علی

مغرب کی نماز سے فارغ ہوا تھا۔ کہ ہندوستانی ڈاک ملی حسب عادت خوشی خوشی "الفضل" کا پرچہ کھولا۔ سب سے پہلے "جناب حافظ روشن علی صاحب کی وفات حسرت آیات" عنوان پر نظر پڑی خوشی مبدل بہ غم ہو گئی۔ جسم پر سنسناہٹ چھا گئی۔ طبیعت جو پہلے ہی احمدی افراد پر بعض ابتلاآت آنے کی وجہ سے مضطرب تھی۔ اور زیادہ پریشان ہو گئی۔ ڈاک لانیوالے دوست سے اسی حالت میں باتیں کرتا رہا۔ آخر نماز عشا کا وقت ہو گیا۔ نماز میں رو رو کر دُعا کی +

وفات کا صدمہ ہر ایک کو متوفی سے حسب تعلق ہُوا کرتا ہے آلیو مجھے حضرت حافظ صاحب کی وفات سے غم ہونا لازمی امر ہے۔ میری زندگی میں تغییر عظیم کا باعث آپ ہی ہیں۔ طالب علمی کی حالت میں مجھے اپنے گاؤں سے شدید محبت تھی۔ چونکہ مدرسہ میں تعطیل جمعہ کو ہوتی تھی۔ اس لئے جمعہ کے روز لوگ تو قادیان آتے۔ ہم اپنے گاؤں چلے جایا کرتے۔ آخر مولوی فاضل کے سالانہ امتحان سے چند ماہ بیشتر آریہ سماج وچھو والی لاہور کے جلسہ کی تقریب پر حافظ صاحب مرحوم مجھے بھی ساتھ لے گئے۔ اور یہ میرا لاہور کیطرف پہلا سفر تھا اس وقت جماعت لاہور میاں چراغ الدین صاحب مرحوم کے مکان پر نماز پڑھا کرتی تھی۔ نماز مغرب کے بعد حکیم محمد حسین صاحب قریشی نے حافظ صاحب سے عرض کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی عربی قصیدہ سنائیں۔ آپنے قصیدہ اولی در مدح آنحضرت صلعم مندرجہ آئینہ کمالات اسلام نہایت دلکش آواز سے سنانا شروع کیا۔ جب آپ اس شعر پر پہنچے:۔

وقد اقتفاک اولوا النھی وبصدقھم
ودعوا تذکر معھد الاوطان

یہ سُنکر مجھے قادیان میں رہائش کا اشتیاق پیدا ہُوا۔ جو اس قدر بڑھا کہ ہند سے شام آتے وقت قادیان کی جدائی سب سے زیادہ تکلیف دہ تھی +

مولوی فاضل کا امتحان پاس کرنے کے بعد مجھے آپکی صحبت میں چار یا پانچ سال متواتر رہنا پڑا۔ تقریباً تین سال تک باقاعدہ آپکے مبلغین کلاس میں تعلیم پاتا رہا۔ آپ نے جس شفقت اور محبت سے میری تربیت کی اور اپنے ساتھ تبلیغی دوروں پر لیجا کر مناظرات کی مشق کرائی۔ وہ میں بھول نہیں سکتا۔ استادوں میں آپکی نظیر شاذ و نادر ہی ملے گی۔ آپ کو مجھ سے خاص طور پر محبت تھی۔ اکثر دفعہ تبلیغی دوروں میں مجھے اپنے ہمراہ لیجایا کرتے۔ اور جب ہم مبلغین کلاس میں پڑھتے تھے۔ اس وقت مطالعہ کے لئے مجھے بلوایا کرتے۔ آپ کے ساتھ میں نے دہلی۔ مونگھیر۔ بھوپال۔ ڈیرہ دون۔ منٹگمری۔ بٹیالہ۔ سیالکوٹ لاہور۔ نارووال۔ گجرات۔ جلالپور جٹاں۔ مالیر کوٹلہ وغیرہ شہروں کا دورہ کیا۔ مگر ایک دفعہ بھی مجھے کسی قسم کی شکایت کا موقع نہ ملا۔ آپ نہایت متواضع بلکہ مجسم محبت تھے۔ آپ خوش مزاج ملنسار طبیعت رکھتے تھے۔ مجھے یاد ہے جب میں آپ کے ہمراہ بھوپال گیا۔ تو راستہ میں دہلی سے ہمیں بمبئی میل پر سوار ہونا پڑا۔ اس وقت مجبوراً سیکنڈ کلاس کا ٹکٹ لینا پڑتا تھا۔ اور اتنا کرایہ ہمارے پاس نہ تھا۔ آخر ایک سرونٹ ٹکٹ لیا۔ آپ ان دنوں کچھ مریض بھی تھے۔ مگر یہ امر آپ پر سخت گراں گذرا۔ آپ بارہا مجھے رستہ میں سٹیشنوں پر اتر کر فرماتے آؤ جگہیں تبدیل کر لیں۔ مگر میں نے منظور نہ کیا +

آپ اپنے شاگردوں سے بہت بے تکلفی سے باتیں کیا کرتے۔ اور جس بات کی ہمیں ضرورت ہوتی۔ آپ سے ہی کہا کرتے۔ آپ خود ہی انجمن میں پیش کرتے اور فیصلہ کروا لیتے سلسلہ کی ضروریات کو مدنظر رکھنے کی ہر وقت تاکید کرتے رہتے۔ آپ کو جو تبلیغ کا جوش تھا اور سلسلہ سے محبت تھی وہ آپکی آخری وصیت سے ہی ظاہر ہے کہ "میرے شاگردوں کو چاہیئے۔ کہ تبلیغ کا کام جاری رکھیں" نیز آپ نے میرے ایک خط کے آنے پر چند ہدایات لکھ کر دیں منجملہ انکے ایک ہدایت یہ تھی وہ سلسلہ احمدیہ کے متعلق یہ کبھی خیال نہ کرنا کہ خلیفہ یا کوئی اور اس کا ذمہ وار ہے بلکہ اپنے ذہن میں اسی خیال کو پختہ کرو۔ کہ یہ سلسلہ میرا ہے۔ اور میں اس کا ذمہ وار ہوں۔ اور اپنے اندر نیابت کا خیال نہ بٹھاؤ۔ بلکہ اصلیت کا۔"

پھر آپ نے لکھا۔

یہ ممالک بھی کابل سے کم نہیں ہیں۔ لہذا تین باتوں کا خیال رکھنا اوّل اپنے قائم مقام پیدا کرنے کی ہر وقت کوشش کرنا۔ اس کے واسطے کسی اچھے شخص کو منتخب کر کے اس سے خاص دوستی کرنا۔ کہ اگر تمہارے جسم کو رُوح سے علیحدہ کیا جائے۔ تو فوراً وہ رُوح دوسرے جسم کے ساتھ کام کرنے لگ جائے۔ آخری نصیحت آپکی یہ تھی۔ ایسی کوشش کرنا کہ خدا تعالیٰ سے براہ راست تعلق ہو جائے۔ اسکے بغیر راحت حقیقی نہیں مل سکتی +

ایسے شفیق اور مہربان اُستاد کا جُدا ہونا کوئی معمولی حادثہ نہیں۔ اے ہمارے محبوب اور بزرگ اُستاد۔ تو ہمیں اپنی زندگی میں بھی محبوب تھا۔ اور بعد الموت بھی محبوب ہے۔ کون ہے جو تجھے مردہ کہہ سکے تو شہید ملت ہے۔ تو زندہ ہے جبتک کہ یہ سلسلہ دنیا میں قائم ہے۔ اور جبتک کہ تیرے شاگرد زندہ ہیں۔ وہ اس کام کو جس کے لئے تو نے اپنی زندگی کو وقف کر دیا تھا جاری رکھیں گے الوداع اے عندلیب گلشن احمد الوداع۔ جا اور مالک گلشن کی بزم میں خوش خوش جنت میں جا۔ ہاں ملیک مقتدر کے قرب میں جا۔ اور مقعد صدق پر جلوہ افروز ہو۔ قابل رشک تھی تیری زندگی۔ اور قابل رشک ہے تیری موت۔

اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کا حزیں شاگرد جلال الدین شمس احمدی۔

حیفا فلسطین ۱۱ جولائی سنہ ۲۹ء

حافظ روشن علی صاحب کی وفات پر لجنہ اماء اللہ قادیان کا اظہار افسوس

ہم ممبرات لجنہ اماء اللہ نہایت رنج و غم سے اس امر کا اظہار کرتی ہیں کہ حضرت حافظ روشن علی صاحب مرحوم کی وفات حسرت آیات سے ہمارے قلوب کو سخت صدمہ پہنچا ہے وانا للہ وانا الیہ راجعون ؛

بیشک بظاہر یہ ایک بے وقت موت معلوم ہوتی ہے لیکن اپنے کاموں کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ حافظ صاحب کی خوبیاں اظہر من الشمس ہیں۔ آپ کا عالم بے مثال اور عامل بے نظیر ہونا کسی سے پوشیدہ نہیں۔ آپ کا رمضان شریف میں درس دینا مردوں کے علاوہ عورتوں کے لئے بھی ایک عجیب روحانی غذا تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول کی دُعا اور خواہش جو درس قرآن کے متعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ضائع نہیں کرے گا لیکن بظاہر ایسا عالی حوصلہ جوانمرد پیدا ہونا ناممکن سا معلوم ہوتا ہے +

لجنہ اماء اللہ کے ساتھ بھی آپ کا مشفقانہ تعلق تھا۔ آپ بطور ایک والد کے ہر وقت ہماری تربیت کے لئے تیار رہتے۔ ہم جب چاہتیں لیکچر کے لئے آپ کو بلاتیں۔ انکار تو کجا۔ آپکی پیشانی پر بل بھی نہ آتا۔ افسوس ہے کہ آج ہم انکی شفقت بھری ہدایات اور نصائح سے محروم ہیں۔ اور اس لئے دلی تڑپ سے یہ دعا ہمارے سینوں سے نکلتی ہے۔ کہ اے دوجہاں کے مالک حافظ صاحب کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور انہیں بے انتہا انعامات اُخروی سے متمتع فرما۔ ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا کر۔ اور ہم سب کے اس نقصان کی تلافی فرما۔ آمین یا رب العالمین۔

ہمیں اس صدمہ میں مرحوم کے خاندان سے گہری ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔ سکرٹری لجنہ اماء اللہ

ہالینڈ میں مسجد

ملک ہالینڈ کے ڈچ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ شہر ہیگ میں ایک شاندار اسلامی مسجد کے تعمیر کرنے کی تجویز ہو رہی ہے۔ ذی اثر حلقوں میں اس کے متعلق گفتگو ہو رہی ہے بعض اصحاب کی رائے ہے۔ کہ اس مسجد کو صرف اہل ہالینڈ ہی اپنے طور پر نہ بنائیں۔ بلکہ جزائر سماٹرا جاوا وغیرہ ڈچ انڈیز کے مسلمان باشندوں کو جو اہل ہالینڈ کے ماتحت ہیں۔ اس میں شامل کیا جائے اور ان کی معاونت اور منظوری کے مطابق مسجد کا نقشہ وغیرہ تیار کرایا جائے۔ ڈچ جرنیل اور گورنر جو ڈچ انڈیز میں کام کر چکے ہیں۔ وہ سب اس تجویز کے ساتھ متفق ہیں۔ اور اسکو پسند کرتے ہیں۔ (ع-ص)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

جلد ۱۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۶ جولائی سنہ ۱۹۲۹ء | نمبر ۸

چالیس ہزار چندہ خاص کی وصولی

نمائندگان جماعتہائے احمدیہ اپنا وعدہ پورا فرمائیں!

گذشتہ مجلس مشاورت کے موقعہ پر جو نمائندگان جماعت ہائے احمدیہ تشریف لائے۔ انہیں خوب اچھی طرح معلوم ہے کہ سال حال کے بجٹ میں چندہ خاص کی مد نہیں رکھی گئی تھی۔ لیکن جب سائر کا ذکر مجلس میں آیا۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتایا گیا کہ کئی کام مالی مشکلات کی وجہ سے رُکے پڑے ہیں اور کئی اب روک دینے کی تجویز ہے۔ تو تمام کے تمام نمائندگان نے متفقہ طور پر بغیر کسی ایک رائے کے اختلاف کے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے استدعا کی۔ کہ چندہ خاص اس سال بھی وصول کیا جائے اور کوئی جاری شدہ کام بند نہ ہو +

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے نمائندگان جماعت ہائے احمدیہ کے اس اخلاص پر خوشی اور مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے چندہ خاص وصول کرنیکی جب منظوری عطا فرمائی۔ تو ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرمایا۔ کہ نمائندگان اور کارکنان جماعت کو چاہیئے۔ جب چندہ خاص کی وصولی کا اعلان ہو تو نہ صرف اسکی فراہمی میں پوری سرگرمی سے کام لیں۔ بلکہ چندہ عام پر بھی اس کا کوئی اثر نہ پڑنے دیں۔ وہ بھی پوری مقدار میں وصول کریں +

اب جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے چندہ خاص کا اعلان فرما دیا ہے۔ اور نظارت بیت المال اسکی وصولی کی کوشش کر رہی ہے۔ احباب کرام کو چاہیئے۔ اپنے اخلاص کا عملی ثبوت دیں۔ اور مقررہ میعاد کے اندر اندر چندہ خاص فراہم کر دیں۔ تاکہ سلسلہ کے اہم اور ضروری کام عمدگی کے ساتھ سرانجام دیئے جا سکیں +

اس دفعہ چندہ خاص ماہوار آمدنی پر ۲۵ فیصدی قرار دیا گیا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا اندازہ ہے اگر چندہ دینے والے احباب پوری طرح اس چندہ میں حصہ لیں۔ تو چالیس ہزار سے زائد رقم اس چندہ کے ذریعہ وصول ہونی چاہیئے۔ جبکہ تمام جماعتوں کے نمائندگان نے چندہ خاص ادا کرنے پر خود آمادگی ظاہر کی۔ اور باصرار اسکی وصولی منظور کرائی تھی۔ تو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ وہ چالیس ہزار کی رقم فراہم نہ کر دیں۔ ایک مومن تو اپنا معمولی سے معمولی اقرار پورا کرنا بھی فرض اولین سمجھتا ہے۔ کجا یہ کہ وہ وعدہ جو پوری آمادگی کے ساتھ خود کیا گیا ہو۔ ایک بھری مجلس میں کیا گیا ہو۔ اپنے مقدس اور محبوب امام کے سامنے کیا گیا ہو۔ اور خدمت دین کیخاطر کیا گیا ہو۔ اس کے ایفا میں کسی قسم کی سُستی اور کوتاہی کیجائے۔ اسکے پورا کرتے میں تو اس سرگرمی اور تندہی سے کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ چندہ خاص کی مجموعی رقم کا جو اندازہ لگایا گیا ہے۔ وصولی اس سے بھی بڑھ جائے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو اپنے خدام کے اس جوش اور ولولہ کا عملی ثبوت ملجائے جس کا زبانی اظہار مجلس مشاورت کے موقعہ پر کیا گیا تھا +

اگرچہ دین کیخدمت اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ایثار اور قربانی کرنیکی نیت اور ارادہ کی توفیق ملنا بھی خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہوتا ہے۔ اور یہ انہی لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جو دین کی محبت اور اُلفت رکھتے ہیں۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے۔ ارادہ کو جب تک عملی طور پر پورا کرکے نہ دکھایا جائے۔ اور اپنے قول کا اپنے فعل سے ثبوت نہ دیا جائے۔ اس وقت تک نہ تو کوئی شخص پورے اجر اور ثواب کا مستحق ہو سکتا ہے۔ اور نہ اس کے زبانی وعدوں کو کچھ وقعت دی جا سکتی ہے۔ بلکہ اگر کوئی شخص اپنی سُستی اور کوتاہی کی وجہ سے اور بغیر کسی حقیقی مجبوری اور معذوری کے اپنے خود کردہ اقرار کو پورا نہیں کرتا۔ اس کے ایفا کے لئے انتہائی جدوجہد سے کام نہیں لیتا۔ تو اسکے دل پر ایسا زنگ لگ جاتا ہے۔ جو آئندہ کے لئے اس کی قوتِ عمل پر بہت بُرا اثر ڈالتا ہے۔ اور اگر خاص کوشش اور سعی کرکے اور خدمت دین میں غیر معمولی ہمت دکھا کر اسے دور نہ کر دیا جائے۔ تو ایک مستقل خطرہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے +

احباب کرام کو چاہیئے۔ چندہ خاص کے متعلق انہوں نے جو وعدہ کیا۔ اسے بہتر سے بہتر شکل میں پورا کرکے دکھائیں۔ نمائندگان مجلس مشاورت کا وعدہ صرف اپنی ذات کے متعلق نہ تھا بلکہ اپنی اپنی جماعت کے تمام اصحاب کیطرف سے تھا۔ کیونکہ ان کے قائم مقام کی حیثیت سے وہ مجلس مشاورت میں شریک ہوئے تھے پس ان کے قول و اقرار کی پابندی انہیں منتخب کرنے والوں پر بھی اسی طرح عائد ہوتی ہے جس طرح خود اقرار کرنیوالوں پر عائد ہوتی ہے +

چندہ خاص کے متعلق اس وقت تک جو اطلاعات موصول ہو چکی ہیں۔ ان سے ظاہر ہے کہ احباب کرام نہ صرف میعاد مقررہ کے اندر اندر نہ صرف ۲۵ فیصدی کے حساب سے چندہ دینے کا وعدہ کر رہے ہیں۔ بلکہ کئی ایک اصحاب نے تیس بلکہ چالیس فیصدی چندہ لکھایا ہے اور بہت سے اصحاب یکمشت ادا کر رہے ہیں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کرنیوالی جماعت کے افراد سے اسی بات کی توقع تھی۔ اور الحمدللہ یہ توقع عمدگی کے ساتھ پوری ہوتی نظر آ رہی ہے۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر ایک احمدی اس تحریک میں شامل ہو۔ اور اپنے ان بھائیوں کی تقلید کرے۔ جو باوجود مشکلات کے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں +

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تحریر میں اس بات پر اظہار افسوس فرمایا ہے۔ کہ بعض دوست اس چندہ کی ادائیگی میں سُستی کر جاتے ہیں۔ اور اس وجہ سے یہ رقم اس قدر وصول نہیں ہوتی جسقدر وصول ہونی چاہیئے۔ مجلس مشاورت میں شریک ہونیوالے نمائندگان اور دیگر کارکن احباب کو چاہیئے۔ اب کے اس افسوس کی قطعاً گنجائش نہ رہنے دیں۔ اور اس سرگرمی سے کام کریں کہ چندہ خاص کی رقم نہ صرف چالیس ہزار وصول ہو۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ جائے۔ اس قسم کے اولوالعزمی کے کام اس سے قبل وہ بارہا کر چکے ہیں۔ خدا تعالیٰ اب کے بھی انہیں توفیق بخشے +

اشاعتِ اسلام کا ایک نیا ذریعہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے پیرووں میں خدمت دین اور اشاعت اسلام کا جو ولولہ پیدا کر دیا ہے اس کے اظہار کا کوئی موقعہ وہ جانے نہیں دیتے۔ ابھی چند دن کا ذکر ہے کلکتہ کے ایک معزز احمدی بھائی مولوی عبدالقادر صاحب ایم اے نے براڈکاسٹنگ (دور دراز ممالک میں آواز پہنچانے والا آلہ) کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی خبر دنیا کے کناروں تک پہنچانے کا شرف حاصل کیا تھا اب کولمبو (سیلون) سے ہمارے پاس اطلاع پہنچی ہے کہ برادر مکرم ٹی کے۔ لائی نے ۹ رجولائی کی رات کو اسی آلہ کے ذریعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائف پر پندرہ منٹ تک تقریر کی۔ جو دنیا کے دور و دراز کناروں تک پہنچی۔ جہانتک ہمارا خیال ہے یہ پہلا موقعہ ہے کہ ایک احمدی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر اس طرح اکناف عالم میں پہنچانیکی سعادت حاصل کی ہے۔ برادر موصوف کو اگلے ماہ میں پھر دعوت دیگئی ہے کہ انسانی روح کے متعلق براڈکاسٹنگ پر اسلام کی تعلیم پیش کریں اس کے بعد وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لائف بیان کریں گے اور ان کا ارادہ ہے۔ کہ اسی طرح ہر مہینے اسلام کی کوئی نہ کوئی خوبی اس آلہ کے ذریعہ دنیا میں پیش کرتے رہیں +

خدا تعالیٰ نے اسلام کی اشاعت کا یہ ایک نیا ذریعہ پیدا کیا ہے۔ اور مبارک ہیں وہ لوگ جنہیں اس کے استعمال کا موقعہ مل رہا ہے۔ ہم مسٹر لائی کو اس خوش قسمتی پر خاص طور پر مبارکباد کہتے ہیں +

انجیل کی مذہبی حیثیت

اگرچہ مذہبًا اور اصولًا عیسائیت کو اسلام سے بہت قریب کا تعلق ہے۔ لیکن آج دین الفطرة کے اشد ترین معاندین کی فہرست میں عیسائیت کا نام اول درجہ پر لیا جا سکتا ہے۔ عیسائی پادری دنیا کے مختلف گوشوں میں ہو کر عیسائیت کی اسلام پر فضیلت کے دعاوی نہائت بلند آہنگی سے پیش کر رہے ہیں۔ لیکن عیسائیت کی اصل پوزیشن اور خود اس کے پیرووں کے نزدیک اس کی حقیقت کا اندازہ اس خبر سے ہو سکتا ہے۔ جو معاصر "سیاست" (۱۶ جولائی) کی وساطت سے ہم تک پہنچی ہے۔ لکھا ہے۔

"پارلیمنٹ برطانیہ کے دار العوام نے عبادت کی نئی کتاب کو مسترد کر دیا تھا۔ اس کے متعلق کنٹربری اور یارک کے پادریوں نے ایک خاص مجلس میں بحث کی۔ کنٹربری کے آرچ بشپ نے کہا۔ کہ ہمیں جدید کتاب کو استعمال کرنے کی اس شرط پر اجازت ہونی چاہئے۔ کہ ۱۶۶۲ء سے جو تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ ان کی پوری حفاظت کی جائے۔ یارک کے آرچ بشپ نے کہا۔ کہ ہمیں گرجا کے قانون کی سختی سے پابندی کرنی چاہئے۔ اس وقت ہم قانون شکن مشہور ہو رہے ہیں۔ البین کے پادری نے برمنگھم کے پادری کا مقولہ پیش کیا۔ کہ "ہمیں جو بات پسند آئے۔ اسی پر ایمان رکھ سکتے ہیں"۔

اس سے بآسانی یہ امر سمجھ میں آ سکتا ہے۔ کہ عیسائیت کے بڑے بڑے عمائد بھی انجیل کو ایک عام مسودہ قانون سے زیادہ وقعت نہیں دیتے۔ اور جس طرح پارلیمنٹ میں ایک مسودہ میں ترمیم و تنسیخ کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح کشتیٔ عیسائیت کے یہ ناخدا انجیل میں بھی بلا تکلف تغیر و تبدل کرتے رہتے ہیں۔ جس مذہب کی کتاب کی یہ پوزیشن ہو۔ اسے آسمانی کتاب، قرآن مجید سے افضل اور اس میں بیان کردہ مذہب کو عالمگیر مذہب قرار دینا غور کیجئے کتنی بڑی جرأت اور جسارت ہے

ہندوستان میں مخلص کارکنوں کا فقدان

ہندوستان کی جنگ آزادی میں اس درجہ ناکامی کی بڑی وجہ ملک میں مخلص کارکنوں کا فقدان ہے۔ اگرچہ ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو جذبہ حب الوطنی سے مجبور ہو کر اپنی سمجھ کے مطابق قربانیاں کر رہے ہیں۔ لیکن ان کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے۔ باقیوں کے متعلق بلا تردد کہا جا سکتا ہے۔ کہ لیڈری کو ایک منفعت بخش پیشہ سمجھ کر محض پیٹ کی خاطر اسے اختیار کئے ہوئے ہیں۔ ان میں سے کئی ایسے ہیں۔ جن کا دامن طرح طرح کی بد دیانتیوں بدکرداریوں۔ اور بدعنوانیوں کے سیاہ داغوں سے ملوث ہے اور پھر ایسے بھی ہیں۔ جو ایک طرف قومی کارکن بنے رہتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف گورنمنٹ کی جاسوسی کرتے ہیں۔ ہم گورنمنٹ کی ملازمت کے خلاف نہیں۔ لیکن قومی کارکن کے لباس میں ایسی کارروائی نہائت ہی شرمناک اور بدترین غداری ہے۔ پروفیسر سید عبد القادر صاحب ایم۔ اے۔ اسلامیہ کالج لاہور کا بیان ہے۔

"خود خلافت اور کانگریس میں کئی لوگ ایسے شریک رہ چکے ہیں۔ جو حقیقتاً سی۔ آئی۔ ڈی کی طرف سے خدمت جاسوسی پر مامور تھے۔ اور اب بھی مختلف اصحاب کے بیانات کے مطابق ان مجالس میں ایسے لوگ موجود ہیں"۔ (انقلاب ۱۷ جولائی)

جس قوم کے رہنما اس درجہ اخلاص سے کام کرنے والے ہوں۔ اس کی ناکامی میں کیسے شبہ ہو سکتا ہے۔ اور ہم کہہ سکتے ہیں۔ گر ہمیں مکتب است و ایں ملا - کار طفلاں تمام خواہد شد۔

لاہور میں کانگریس کا اجلاس اور سکھ

سکھ لیڈر سردار کرتار سنگھ صاحب چھبر نے سرگودھا کانفرنس کے موقعہ پر اعلان کیا تھا۔ کہ وہ لاہور میں منعقد ہونے والے اجلاس کانگریس کے پنڈال پر سکھوں کے ایک زبردست جتھہ کی طاقت سے قبضہ کر لیں گے

معاصر پارس ۲۵ جولائی کو معتبر اکالی اصحاب سے معلوم ہوا ہے کہ اس اعلان کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک زبردست طاقت کام کر رہی ہے۔ اور بعید نہیں۔ بلکہ اغلب ہے۔ کہ ایسی صورت پیدا ہو جائے ظاہر ہے۔ کہ اگر کوئی ایسی صورت پیدا ہوئی۔ تو کانگریس کے ناکام رہنے کے علاوہ بہت کچھ بدامنی اور فساد کا بھی اندیشہ ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ فرقہ وارانہ جذبات ایک بار پھر پوری طاقت کے ساتھ بھڑک اٹھیں گے۔ لیکن اس تمام شورش کی ذمہ داری کانگریس کے سر پر ہوگی۔ جو اقلیتوں کے حقوق پر غاصبانہ قبضہ کر کے انہیں مشتعل کر رہی ہے۔ مسلمانوں کو غور کرنا چاہئے۔ کہ دوسری اقوام اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے کس قدر تیاریاں کر رہی ہیں۔ مگر وہ خواب غفلت میں پڑے ہیں۔ ہم مسلمانوں کو کسی قسم کی غیر آئینی کارروائی کرنے کا مشورہ نہیں دے سکتے۔ اور نہ اسے کسی لحاظ سے مفید سمجھتے ہیں۔ لیکن اپنے سیاسی اور ملکی حقوق کی حفاظت کے لئے کسی سے کم سرگرم نہیں دیکھنا چاہتے۔ ذمہ دار مسلمان اصحاب کو چاہئے۔ نہ صرف مسلمانوں کو شرکت کانگریس سے باز رکھنے کی پوری پوری کوشش کریں۔ بلکہ کانگریس کے مقابلہ میں شاندار اجتماع کر کے اپنی آواز بلند کریں۔

خواتین کی سرگرمیاں

تھوڑے عرصہ سے ہندوستان کی مستورات میں خاص بیداری کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ گو ان کا زیادہ تر اظہار سیاسی اور ملکی معاملات میں ہو رہا ہے۔ لیکن یہی رو چونکہ زوروں پر ہے۔ اس لئے اسی پہلو میں ان کی سرگرمیاں دکھائی دے رہی ہیں۔ لاہور کی خبر ہے۔ کہ ۱۷ جولائی مقدمہ سازش لاہور کے ملزمین کے مقدمہ کی پیروی کے لئے چندہ جمع کرنے اور تاثعہ کرنے والوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کرنے کی غرض سے ایک جلوس نکالا گیا۔ جس کے آگے آگے خواتین جھنڈے اٹھائے ہوئے جا رہی تھیں بمبئی کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ وہاں عورتوں نے جلسہ کر کے "شرر بار تقریریں" کیں۔ اور پولیس کمشنر کے احکام کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ ۱۰ جولائی کی ۱۸ جولائی کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ لمپانگ پرشن۔ کے صنعتی ورکشاپ کے مہتمم کے خلاف اظہار ناراضی کے طور پر کاریگر عورتوں نے ہڑتال کر دی۔ اور کارخانہ بند ہو گیا بیان کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں یہ سب سے پہلی ہڑتال ہے جس کی تنظیم عورتوں کے ہاتھ میں ہے۔

اسی قسم کی اور کئی خبریں اطراف ہند سے موصول ہوتی رہتی ہیں۔ اگرچہ ان خواتین کا میدان عمل بالکل جداگانہ ہے اور منتہائے نظر دیگر۔ اس لئے ہم اس کے متعلق تو کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ لیکن اپنی جماعت کی خواتین کو دوسری خواتین کی سرگرمیوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے یہ ضرور کہہ سکتے ہیں۔ کہ جس مقصد اور مدعا کو ان کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ اور جس کی توضیح جماعت احمدیہ میں اپنا نام داخل کراتے وقت ان کے سامنے آتی ہے۔ اس کے لئے وہ کس قدر کوشش اور سعی کر رہی ہیں۔ اگر دوسری خواتین چند روزہ آرام و آسائش کی خاطر اپنے مال کو خطرہ میں اور جان کو تکلیف میں ڈال سکتی ہیں۔ تو کیا احمدی خواتین ابد الآباد کی زندگی کے لئے ان کے برابر بھی سرگرمی نہیں دکھا سکتیں۔ ضرورت ہے۔ کہ ہماری جماعت کی خواتین بھی اپنے عمل سے دین کے متعلق خاص بیداری کا ثبوت پیش کریں۔

ساہوکارہ بل پنجاب کونسل میں

اعلان ہوا ہے۔ کہ گورنمنٹ پنجاب نے اپنے وعدہ کا ایفا کرنے کے لئے شملہ کے سشن میں ساہوکارہ بل پیش کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے۔ یہ وہ بل ہے۔ جس کی طرف مدت سے پنجاب کے ان لاکھوں انسانوں کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں جو قرضخواہوں کی ستم رانیوں کا تختہ مشق بنے ہوئے ہیں۔ خدا کرے۔ یہ بل ایسے رنگ میں تجویز ہوا ہو۔ اور پھر پاس بھی ہو جائے کہ جس سے ان مصیبت زدوں کی تکالیف کو اگر بالکل دور نہ کر سکے۔ تو ان میں معتدبہ کمی ضرور کر دے۔ ورنہ کہنا پڑے گا۔ کہ سرمایہ دار لوگوں کے شور و شر نے غرباء کی چیخ و پکار کو دبا لیا۔

ایک خاتون کا خط

ہمارے پاس ایک خاتون کا خط پہنچا ہے۔ جس میں اس نے لکھا ہے "اسلام کا یہ اصول کہ ماں باپ اپنی لڑکیوں کو جہاں ان کا جی چاہے بیاہ دیں۔ اور ان بیچاریوں کا کچھ خیال نہ کریں۔ اگر درست ہے۔ تو اس فلسفہ سے کوئی حق آگاہ مجھے آگاہ کرے"۔ خاتون موصوف کو معلوم ہونا چاہئے۔ اسلام اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دیتا کہ لڑکی کو بغیر اس کی مرضی کے جہاں ماں باپ کا جی چاہے بیاہ دیں۔ نابالغی کی حالت میں اگر کسی لڑکی کا نکاح کر دیا جائے۔ اور بالغ ہو کر اسے درست نہ جانے

علماء اور ان کے مصلح

"زمیندار" نے "علماء سو" کی اصلاح کا ٹھیکہ لیا ہے۔ اگرچہ "علماء سو" کی فہرست میں تمام وہ "علماء" شامل ہیں جنہیں "زمیندار" سے کسی قسم کا اختلاف ہو لیکن اسوقت خاص طور پر دہلی کے علماء اسکے پیش نظر ہیں۔ کیونکہ اسلئے کہ

"دہلی کی فضا نہایت ہی ناپاک ہو رہی ہے۔ اور عفونت میں سنڈاس سے بھی بدتر ہے۔ اور اس عفونت کا سرچشمہ وہ لوگ ہیں جو علماء کہلاتے ہیں" (زمیندار۔ ۲ جولائی) ۔

ان علماء کی اصلاح و درستی "زمیندار" کے نزدیک اتنی ضروری ہے کہ اس کا خیال ہے۔

"علماء سو کو گرائے بغیر مسلمانوں کی کسی قسم کی اصلاح ممکن نہیں۔ اسلئے کہ دین کے چشمہ صافی کو گل ولا سے مکدر کر دینے اور مسلمانوں کو غلط راہ پر ڈالکر دنیا میں ان پر عرصہ حیات تنگ کر دینے کی ذمہ داری سراسر اسی جماعت پر عائد ہوتی ہے"

ادھر یہ خیالات یہ ارادے اور یہ تیاریاں ہیں۔ ادھر علماء بھی غافل نہیں۔ اور خاصکر دہلی کے علماء۔ چنانچہ ان کا اخبار "الجمعیۃ" (۲۰ جولائی) لکھتا ہے۔

"ہندوستان کے بعض اسلامی جرائد میں علماء اسلام کے خلاف جو طوفان بپا کیا جا رہا ہے۔ وہ اب اس حد تک پہنچ گیا ہے۔ کہ اگر جلد اس کی روک تھام نہ کی گئی۔ تو وہ خود اسلام کے لئے ایک مستقل خطرہ بنجائے گا۔ اور لامذہبیت کی لہر تمام ملک میں دوڑنے لگے گی۔ شریعت حقہ کا استخفاف اور الحاد و بیدینی کی اشاعت جس قدر بے باکی کے ساتھ کی جا رہی ہے۔ اس کو دیکھنے کے بعد ہر شخص یہ اندازہ لگا سکتا ہے۔ کہ جس فتنہ کی ابتدا یہ ہے۔ اسکی انتہا کیا ہوگی۔ اس وقت اس کی سخت ضرورت ہے کہ علماء کرام متحد و متفق ہو کر پوری قوت کے ساتھ اس بڑھتے ہوئے سیلاب کا مقابلہ کریں۔ اور ہندوستان میں مذہب کو مٹا دینے کے لئے جو کوششیں کیجا رہی ہیں۔ انہیں بار آور نہ ہونے دیں"۔

ایسے وقت میں جبکہ مسلمانوں کا دین اور دنیا دونوں خطرہ میں ہیں۔ مخالفین پورا زور اور ساری قوت ان کے خلاف صرف کر رہے ہیں۔ علماء اور ان کے مصلحین کی یہ نبرد آزمائی نہایت ہی افسوسناک ہے۔ دوسری اقوام بھی اپنے اندرونی مناقشات کے تصفیہ کیطرف متوجہ ہوتی ہیں۔ داخلی جھگڑوں میں پڑتی ہیں لیکن اپنے متحدہ اور مشترکہ مفاد سے غافل نہیں ہوتیں۔ کاش اگر مسلمان اپنے مناقشات کو بالکل ترک نہیں کر سکتے۔ تو انکی طرف اتنی ہی توجہ دیں۔ جتنی انکی ہمسایہ اقوام دیتی ہیں۔ اور انہیں اتنا طول نہ دیں۔ کہ مسلمانوں کے لئے مستقل فتنہ بن کر رہ جائیں ۔

بیشک علماء کی حالت قابل اصلاح ہے۔ اور اس سے خود علماء کو بھی انکار نہیں۔ لیکن جو لوگ انکی اصلاح کا دعوٰی لیکر کھڑے ہوئے ہیں۔ انہیں اپنے آپکو فراموش نہیں کر دینا چاہیئے۔ جب انہیں اعتراف ہے۔ کہ علماء جنپر اصلاح خلق کا فرض عائد ہوتا ہے۔ بگڑ چکے ہیں۔ تو جنکی اصلاح انکے ذمہ تھی۔ انکا بگڑنا بدرجہ اولٰی ثابت ہو گیا۔ اب اصلاح وہی کر سکتا ہے جسے خدا تعالیٰ مصلح بنا کر بھیجے۔ یا جنہوں نے اس سے اصلاح پائی۔ دوسرے سوائے فساد میں اضافہ کرنیکے اور کچھ نہیں کر سکتے ۔

اشارات

اس میں شک نہیں کہ ہندوؤں میں ایسے اصحاب بھی ہیں۔ جو اپنی شرافت اور نجابت کے لحاظ سے مسلمانوں کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم رکھنا اور انکے ساتھ عادلانہ معاملہ کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں لیکن ہندو اور خاصکر آریہ اخبارات میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہوگا۔ جسے مسلمانوں کے حقوق کی کچھ بھی پروا ہو۔ یا جو مسلمانوں کو "بھارت ورش" میں سانس لینے کا حقدار سمجھتا ہو ۔

معاصر "انقلاب" نے مسلمانوں کو شرکت کانگریس سے منع کرتے ہوئے ایک پُر زور مقالہ لکھا جس میں یہ رائے ظاہر کی۔ کہ "بحالات موجودہ کانگریس کی شرکت اسلامی حقوق کے لئے سخت نقصان رساں ہے" اس کا حوالہ دیتا ہوا ملاپ (۱۹ جولائی) لکھتا ہے ۔

"اگر اس فقرہ کے ساتھ یہ بھی لکھ دیا جاتا۔ کہ ہندوستان سے ہجرت کر جانا اسلامی حقوق کو محفوظ کر دے گا۔ تو زیادہ موزوں ہوتا۔ نہ کانگریس میں شرکت کرو۔ نہ ہندوستان میں رہو۔ اپنا گھر الگ ہی جا کر آباد کرو۔ عرب کا ریگستان سب سے اچھی جگہ ہے"۔

مطلب یہ کہ اگر مسلمانوں کو ہندوستان میں رہنا ہے۔ تو "ملاپ" کے ہمخیال ہندوؤں کی غلامی اختیار کر کے رہیں۔ ورنہ ہندوستان سے "ہجرت" کر جائیں ۔

لیکن "ملاپ" کو یاد رکھنا چاہیئے۔ اس جیسے خیر خواہوں کے بھرے میں آکر جو لوگ تھوڑا ہی عرصہ ہوا "ہندوستان سے ہجرت" کا مزہ چکھ چکے ہیں وہ دوبارہ اس پھندے میں نہیں پھنس سکتے۔ اور جو خود اپنے گھروں میں داد عیش و عشرت دیتے ہوئے "ہجرت" کرانیکی خدمت سرانجام دے رہے تھے انکی بھی بہت سی تائب ہو چکے ہیں۔ اسلئے یہ خیال دل سے نکال دینا چاہیئے۔ کہ مسلمان ہندوستان سے ہجرت کر جائیں گے۔ پھر ہجرت ان لوگوں کو کرنی چاہیئے۔ جو کئی صدیاں مسلمانوں کی غلامی اور ماتحتی میں بسر کر چکے ہیں نہ کہ مسلمانوں کو جو ہندوستان کے فاتح ہیں۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ فاتح اپنے مفتوح کے مقابلہ میں "ہجرت" کر جائے ۔

مسلمان اسی ہندوستان میں رہینگے۔ اور اسی میں رہنے کا انہیں حق حاصل ہے۔ جہاں انکے آباؤ اجداد کی فتحمندیوں کے سر بفلک نشان موجود ہیں جہاں کا گوشہ گوشہ انکی فاتحانہ یلغاروں کا پتہ دے رہا ہے۔ جہاں کا ذرہ ذرہ انکی قدم بوسی کا شرف حاصل کر چکا ہے۔ اور جہاں کی سرزمین انکے بزرگوں کی آخری آرامگاہ بن چکی ہے۔ ہندوؤں کا یہاں کیا ہے جسکی خاطر بیٹھے ہیں۔ "مفتوح در مفتوح" رہ کر وہ اپنے سارے حقوق سے خود دست بردار ہو چکے ہیں۔ کچھ زمانہ نے اور کچھ خود انہوں نے اپنی تہذیب کے نشانات مٹا دیئے ہیں اور انکی مشت راکھ دریاؤں کا پانی یا ہواؤں کے جھونکے کہیں سے کہیں پہنچا چکے ہیں۔ پھر کیا یہ مناسب نہیں کہ وہ اپنی "پراچین تہذیب" کی تلاش میں تبت کے پہاڑوں کیطرف کوچ کر جائیں جسے وہ اپنا اصلی وطن قرار دیتے ہیں

اور وہاں جا کر اپنا "سوراجیہ" قائم کر لیں جس کا نقشہ سوامی دیانند نے "ستیارتھ پرکاش" میں کھینچا ہے۔ ہندوستان میں رہ کر ایسے "سوراجیہ" کے خواب دیکھنا خلل دماغ کا نتیجہ ہے۔

مسلمانوں کی طرح سکھوں نے بھی کانگریس کا بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ اور وہ بھی اسکے اجلاس لاہور میں شمولیت کیلئے تیار نہیں۔ اخبار "ملاپ" جو مسلمانوں کو اس جرم کیوجہ سے ہندوستان سے ہجرت کر جانیکی راہ دکھا رہا۔ اور یہ کہہ رہا ہے۔ کہ "اس روٹھی رانی کو فی الحال روٹھی ہی رہنے دیجئے" سکھوں کو منانے اور انکا مطالبہ پورا کرنے پر زور دے رہا ہے۔ اسکی وجہ سوائے اسکے کیا ہو سکتی ہے۔ کہ سکھ کانگریس کے اجلاس کو درہم برہم کرنیکا ارادہ رکھتے ہیں لیکن مسلمان ایسا نہیں کرنا چاہتے۔ اگر اہل کانگریس اسی طرح جھک سکتے ہیں تو مسلمانوں کو بھی اپنے طریق عمل کے متعلق مزید غور کرنا پڑے گا ۔

مہاشہ راجپال کے قتل کو "پرکاش" (۲۱ جولائی) "کسی منظم سازش کا نتیجہ" قرار دیتا ہوا لکھتا ہے۔ "گورنمنٹ تسلیم نہیں کرتی کہ یہ وارداتیں کسی منظم سازش کا نتیجہ ہیں۔ لیکن وہ یہ بھی تو نہیں بتا سکتی۔ کہ علم دین نے مہاشہ راجپال کا خون کیوں گرایا"

یہ بات گورنمنٹ سے پوچھنے کی ضرورت ہی کیا ہے تو آریہ جانتے ہیں۔ مہاشہ راجپال کا خون کیوں گرایا گیا۔ لیکن گورنمنٹ کی عدالت عالیہ نے جبکہ اس بارے میں صاف طور پر فیصلہ کر دیا ہے تو "پرکاش" کا مذکورہ بالا بیان "تجاہل عارفانہ" سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا ہائیکورٹ لاہور کے اس بنچ نے جو علم الدین کی اپیل کی سماعت کیلئے مقرر ہوا۔ اپنے فیصلہ میں لکھا ہے

"اس میں تو شک کی گنجائش نہیں کہ راجپال کا قتل رنگیلا رسول کی اشاعت کیوجہ سے ہوا علم دین اس سے آشنا نہیں تھا۔ اسلئے اور کوئی بنائے مخاصمت ہو ہی نہیں سکتی۔" (زمیندار ۲۰ جولائی) پس اس "ٹریجڈی" کی ساری ذمہ داری "رنگیلا رسول" پر عائد ہوتی ہے۔ کاش آریہ بنچ کے فیصلہ کے اس حصہ کو بھی تسلیم کر لیں۔ اور آیندہ اس قسم کی فتنہ انگیز حرکات کا اعادہ نہ کریں

سناتنی اخبار "سدرشن" نے آریہ سماج کو ایک ایسی آندھی قرار دیا ہے۔ جو "سناتن دھرم" کو اڑانے کیلئے آئی "پرکاش" اس مناسب و موزوں تشبیہ پر اتراتا ہوا لکھتا ہے۔

"کیا پرانوں کو وہی آندھی تو نہیں اڑا لے گئی جسے آریہ سماج کہا جاتا ہے؟" آریہ سماج کو اپنے "مت آندھی" بنتا مبارک لیکن اسکے ساتھ اگر وہ یہ بھی تسلیم کرے کہ اس "آندھی" نے پرانوں کو اڑانیکی نسبت اپنے موجد کے خس و خاشاک کو زیادہ زور کے ساتھ اڑایا۔ تو صداقت کا زیادہ اعتراف کرنے والا سمجھا جائے گا ۔

کیا یہ درست نہیں۔ کہ یہ آندھی سوامی دیانند جی کی ساری عمر کی کمائی "ستیارتھ پرکاش" کو اڑا کر کہیں کی کہیں لیجا چکی ہے۔ اگر نہیں تو بتایا جائے۔ اسکی کونسی تعلیم پر آریہ عمل پیرا ہیں۔ کیا نیوگ انکے ہاں جاری ہے۔ کیا بیواؤں کی شادی وہ نہیں کرتے۔ کیا شادی سے قبل مرد و عورت کے انتخاب کا جو طریق اس میں بیان ہوا۔ اسپر عمل کیا جاتا ہے۔ کیا بیوی اور پتی کو تعلقات کے وقت جو ہدایات دیگئی ہیں۔ انکی تعمیل کیجاتی ہے کیا وید نہ جاننے والے عمرانوں کے قوانین کی خلاف ورزی کیجاتی ہے۔ غرض کیا کیا گنایا جائے۔ یہ فہرست تو بہت طویل ہے۔

ہاں ہمیں اعتراف ہے۔ اس "رشی گرنتھ" میں جو درشت کلامی اور بدزبانی کی گئی ہے

عذرِ گناہ بدتر از گناہ

ناپاک پراپیگنڈا سے مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں کا تعلق

جلے دل کے پھپھولے

غیر مبایعین جو مستریوں کے کمینہ اور دور از شرم و حیا الزامات کی اشاعت میں ہر طرح ممد و معاون بنے ہوئے ہیں۔ "انجمن انصار خلافت" کے پہلے ہی ٹریکٹ کی اشاعت پر تلملا اٹھے ہیں۔ حتٰی کہ ان کے "حضرت امیر ایدہ اللہ" نے ایک "دوست کا خط" کی اوٹ میں اپنے دل کا بخار نکالنا ضروری سمجھا ہے۔ "پیغام" نے ان جلے دل کے پھپھولوں کا عنوان "جواب مباہلہ کا ذلیل پروپیگنڈا" رکھا ہے۔ اور اس طرح یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ "مباہلہ" کے نام سے شائع ہونے والے چیتھڑے کے جواب میں جو "جواب مباہلہ" شائع کیا گیا ہے۔ وہ "ذلیل پراپیگنڈا" ہے۔ یہ ان لوگوں کی شرافت اور انسانیت کا حال ہے۔ جنھوں نے اگرچہ اس مضمون میں بھی لکھا ہے۔ کہ مستریوں کے شرمناک پروپیگنڈا میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔ لیکن آج تک ایک لفظ بھی اس کے خلاف انھوں نے نہیں لکھا۔ اور خلاف لکھنا تو الگ رہا۔ "پیغام صلح" میں کئی بار ان کے مطالبہ مباہلہ کی حمایت کر چکے ہیں۔ لیکن جب اس کا جواب دیا گیا۔ تو اسے "ذلیل پروپیگنڈا" قرار دے دیا۔ اسی سے ظاہر ہے کہ ان لوگوں کا اس بارے میں کیا رویہ ہے۔ اور ان کی بے تعلقی کا دعوٰی کہاں تک صداقت پر مبنی ہے ٭

ٹٹی کی آڑ میں شکار

اگرچہ مولوی محمد علی صاحب نے "ایک دوست کا خط" معہ اپنے نوٹ کے یہ ظاہر کرنے کے لئے شائع کرایا۔ کہ انہیں یا ان کے ساتھیوں کو "مباہلہ" کے پروپیگنڈا سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن چونکہ یہ بات سراسر غلط اور جھوٹ ہے۔ اس لئے کھلے طور پر اسے پیش کرنے کی انہیں جرأت نہ ہوئی۔ اور گول مول الفاظ لکھ کر اس بات کا مزید ثبوت بہم پہنچا دیا کہ اس فتنہ انگیزی میں ان کا پورا پورا دخل ہے۔ اور "دوست کا خط" محض ٹٹی کی آڑ بنایا گیا ہے ٭

مولوی محمد علی صاحب کا نوٹ

مولوی صاحب نے اپنے دوست کا خط پیش کرنے سے قبل جو نوٹ لکھا ہے وہ تمام و کمال یہ ہے:-

"میں نے بھی اس اخبار کو دیکھا۔ مگر میں ایسی ذلیل حرکتوں کا کیا جواب دوں۔ شروع سے ان لوگوں نے یہ طریق اختیار کر رکھا ہے کہ ان باتوں کو ہماری طرف منسوب کر کے اپنی جماعت کی نفرت کو ہمارے ساتھ بڑھائیں۔ جس دن سے یہ الزامات میاں صاحب کے خلاف شروع ہوئے۔ اسی دن سے جماعت قادیان کو اس کے رہبروں نے یہ تعلیم دینی شروع کی۔ کہ یہ سب کچھ ہماری وجہ سے ہے۔ حالانکہ میں شروع ہی میں لکھ چکا ہوں۔ کہ یہ باتیں صحیح ہوں یا غلط۔ ان سے ہمیں وہی نقصان پہنچ رہا ہے۔ جو ان کی جماعت کو پہنچ رہا ہے۔ کیونکہ بدنام تو سارا سلسلہ ہو رہا ہے۔ اگر ان کے نزدیک یہی ثواب کا کام ہے تو شوق سے کرتے رہیں۔ مگر وہ یاد رکھیں۔ کہ خوش عقیدہ مریدوں سے جو بات چاہیں، منوالیں۔ ان باتوں پر تاریخ کا فتوٰے کچھ اور ہوگا"

ان سطور کا ایک ایک لفظ پڑھ جائیے۔ کیا کہیں اس بات کا ذکر ہے۔ کہ مباہلہ کے رذیلانہ پروپیگنڈا میں مولوی صاحب اور ان کے ساتھیوں کا ہاتھ نہیں۔ وہ اس میں مدد نہیں دے رہے۔ انھوں نے اس اخبار کی اشاعت میں حصہ نہیں لیا۔ ان کے علم اور مشوروں سے یہ پروپیگنڈا نہیں ہو رہا۔ اس قسم کی کسی ایک بات کا بھی تو انکار نہیں۔ اور انکار ہو ہی کس طرح سکتا ہے۔ ہمارے پاس ثبوت موجود ہیں۔ کہ "مباہلہ" کے پرچے پیغامیوں نے بڑی کثرت سے تقسیم کئے۔ دور دراز پہنچائے۔ اور ان کی اشاعت میں ہر طرح امداد دی۔ مولوی محمد علی صاحب اس بات سے انکار تو کریں ٭

"پیغام صلح" میں مباہلہ کی تائید

پھر کیا یہ صحیح نہیں ہے۔ کہ "پیغام صلح" نے مستریوں کے مطالبہ مباہلہ کی کھلے طور حمایت کی۔ اور کئی رنگ میں ان کی تائید کی۔ ابھی چند ہی روز کی بات ہے۔ "پیغام صلح" (۲۸ر جون ۱۹۲۹ء) نے ایک مضمون "قادیان زمانہ مسیح موعود میں اور آج" کے عنوان سے شائع کیا۔ جس میں یہی مخاطب کر کے پوچھا۔ "کیا حضرت مسیح موعود کے وقت میں اس قدر مخالف عناصر قادیان میں موجود تھے۔ جیسا کہ "خلافت ثانیہ" کی معجزانہ کارروائی سے پیدا ہو رہے ہیں" ٭

ان الفاظ میں اگر صاف طور پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالٰی کی ذات پر حملہ نہیں کیا گیا۔ اور مباہلہ کے ناپاک پروپیگنڈا کی بالواسطہ حمایت نہیں کی گئی۔ تو بتایا جائے۔ وہ کونسے "مخالف عناصر" ہیں۔ جن کا ذکر کیا گیا ہے

پیغام کے چند حوالے

اور دیکھئے۔ مستریوں نے گذشتہ سالانہ جلسہ پر جب ایک نہایت فتنہ انگیز پرچہ چھپوا کر شائع کیا۔ اور غیر مبایعین کی وساطت سے دور دراز بھیجا۔ اور تقسیم کرایا۔ تو اس کے کچھ پرچوں کے چوری ہو جانے کا انہوں نے اعلان کرایا۔ اس اعلان کو پیغام صلح نے اپنے ۴ر جنوری ۱۹۲۹ء کے پرچہ میں "پیغام صلح" کا خاص تار" کا عنوان دیکر شائع کیا جس میں لکھا تھا:-

"دو بنڈلوں میں جو قریباً تین من وزنی تھے۔ اور ان میں ہزار ہا کی تعداد میں ایسے اشتہارات تھے۔ جن میں خلیفہ قادیان کو اپنے کیرکٹر کی صفائی پیش کرنے کا چیلنج دیا گیا تھا"

پھر ۲۲ر جنوری کے پیغام میں لکھا گیا:-

"خلیفہ قادیان کے مہاجر مرید جو کچھ قادیانی تہذیب پر روشنی ڈال رہے ہیں۔ اور مباہلہ کے لئے چیلنج پر چیلنج دے رہے ہیں۔ اس مرض کا علاج آپ نے کیا سوچا ہے"

۱۹ر مارچ ۱۹۲۹ء کے پیغام صلح میں اپنی شرافت کا پورا پورا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھا گیا:-

"مباہلہ کے ہوتے ہوئے جو شاہد مہم کی حیثیت رکھتا ہے ہم ایسی بلیوں اور کتوں کے حالات دریافت نہ کئے جائیں گے جو ڈبل ڈیوٹی کے خاص طور پر عادی ہو چکے ہیں"

یہ تھوڑے سے عرصہ کے پرچوں کے چند اقتباس ہیں۔ ایک طرف انہیں رکھئے۔ اور دوسری طرف پیغام کا یہ دعوٰی ملاحظہ فرمایئے کہ:-

"نہ ہم نے آج تک اس بارہ میں اشارتاً یا کنایتاً ان میں سے کسی ایک کی حمایت یا تردید کرنا مناسب سمجھا"

تو معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ ان لوگوں نے ہماری عداوت میں دروغ بافی اور کذب بیانی کو بھی جائز قرار دے لیا۔ اور مولوی محمد علی صاحب نے پبلک کا حافظہ اس قدر کمزور سمجھ لیا ہے۔ کہ تھوڑا ہی عرصہ قبل اس قسم کی تحریریں شائع کرنے کے باوجود اپنی ان حرکات کو "الزامات" قرار دے اور دبے الفاظ میں ان کی تردید کر رہے ہیں۔

مگرمچھ کے آنسو

جو لوگ اس طرح مستریوں کی حمایت کرتے رہے ہوں۔ ان کا منہ نہیں کہ اس بات سے انکار کر سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ صاف طور پر انہیں انکار کی ہمت نہیں رہی یہ کہنا۔ کہ "ہمیں وہی نقصان پہنچ رہا ہے۔ جو ان کی جماعت کو پہنچ رہا ہے"

یہ مگرمچھ کے آنسو بہانے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ مولوی صاحب اپنے اسی "نوٹ" کو دیکھ لیں۔ کیا اس میں انھوں نے اپنے ساتھیوں کو مباہلہ کے ناپاک پراپیگنڈا میں شریک ہونے سے روکا ہے یا اس کے خلاف کسی قسم کی نفرت کا اظہار کیا ہے۔ اگر ان کا یہ کہنا فی الواقعہ مبنی بر صداقت ہے۔ کہ اس سے انھیں بھی نقصان پہنچ رہا ہے تو براہ کرم فرمائیں۔ آج تک اس نقصان کے ازالہ کے لئے انھوں نے کیا کوشش کی۔ اگر کچھ نہیں تو کس طرح سمجھا جائے۔ کہ اس میں جو کچھ بیان کیا جاتا ہے۔ اُسے مولوی صاحب اپنے لئے بھی نقصان رساں سمجھتے ہیں۔ کیا اسے نقصان رساں سمجھنے کا یہی ثبوت ہے۔ کہ جب "مباہلہ" کئی ماہ سے ناپاک سے ناپاک افترا بازی کرتا رہا۔ تو مولوی صاحب خوب مزے لے لے کر پڑھتے رہے اور ان کے دوست اس کی اشاعت میں سرگرم رہے۔ لیکن جب اس کے جواب میں ایک ہی پرچہ شائع ہوا۔ تو مولوی صاحب کے دوست بھی اس کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور خود مولوی صاحب کو بھی نوٹ لکھنے کی ضرورت پیش آگئی ٭

"مباہلہ" کے پراپیگنڈا سے گہرا تعلق

ہم تو ان کے نوٹ اور ان کے دوست کے خط کو بھی جسے انہوں نے خاص اہتمام سے شائع کرایا ہے۔ اس بات کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں کہ مباہلہ کے پراپیگنڈا سے انہیں گہرا تعلق ہے ٭

مولوی صاحب کے نوٹ کو پڑھ کر ان کے ساتھی سوائے اس کے کیا کچھ سکتے ہیں۔ کہ آج تک انھوں نے اس بارے میں جو کچھ کیا ہے

مولوی صاحب بنظر استحسان دیکھتے ہیں۔ اور ان کے دوست کے خط نے تو بھانڈا ہی پھوڑ دیا۔ اس میں مستریوں کی حمایت کرنے میں سارا زور صرف کر دیا گیا ہے۔ کیا اس میں یہ نہیں بتایا گیا کہ (۱) مستریوں کے فتنہ کے مقابلہ میں مبایعین بالکل عاجز ہو گئے ہیں (۲) مباہلہ کے جواب میں جو ٹریکٹ شائع کیا گیا ہے۔ اس میں کوئی معقول جواب نہیں ہے (۳) جواب مباہلہ میں مولوی محمد علی صاحب کو جو مباہلہ کا چیلنج دیا گیا۔ یہ درست نہیں۔ انکی بجائے مستریوں سے مباہلہ ہونا چاہیئے۔

یہ خط اس شخص نے شائع کرایا ہے۔ جس کا دعوٰی ہے۔ کہ مستریوں کے پروپیگنڈا سے اسے بھی ایسا ہی نقصان پہنچ رہا ہے۔ جیسا کہ مبایعین کو۔ اور جس کا اخبار یہ لکھ رہا ہے۔ کہ اس نے مستریوں کی کبھی اشارتاً بھی حمایت نہیں کی ؏

اس سارے خط کو چھوڑ کر اس کی چند سطور ملاحظہ ہوں :۔

”تعجب ہے۔ کہ ایسے گندہ الزام کے متعلق مباہلہ جائز نہیں ہے لیکن اگر کوئی شخص یہ خیال کرے۔ کہ ایسے حالات میں مباہلہ جائز ہے تو پھر اس کے ساتھ مباہلہ جائز ہو جاتا ہے۔ یعنی ایک الزام کے متعلق جس کی تردید حلفیہ بھی نہیں کی جاتی اور جس کا کوئی صریح ثبوت پیش کرنا یا صریح تردید کرنی تقریباً ناممکن ہے۔ مباہلہ کرنا خلاف شریعت ہے۔ لیکن ایک معمولی مسئلہ کے متعلق جو جزو ایمان بھی نہیں ہے۔ اختلاف رائے ہونے پر مباہلہ جائز ہو سکتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ معارف اور دقائق اس جگہ سے نکل رہے ہیں۔ جہاں کے براہین اور دلائل سے دنیا میں تہلکہ پڑ رہا تھا“ ؏

کیا ان الفاظ میں صاف طور پر مستریوں کے الزام کی حمایت نہیں کی گئی۔ اور ان کے مطالبہ مباہلہ کو جائز نہیں قرار دیا گیا۔ لیکن ڈھٹائی ملاحظہ ہو۔ یہ سب کچھ کرنے کے باوجود کہا جاتا ہے ان کا ان باتوں سے کوئی تعلق نہیں۔ انھوں نے کبھی اشارتاً بھی مستریوں کی حمایت نہیں۔ وہ تو ان کے پراپیگنڈا کو اپنے لئے بھی نقصان رسان سمجھتے ہیں ؏

اس قسم کی باتیں ممکن ہے۔ ان لوگوں کو دھوکہ میں ڈال دیں۔ جن کے سینوں میں ہمارے متعلق بغض و عداوت کے سوا کچھ نہیں لیکن کسی حق پسند انسان کے نزدیک عذر گناہ بدتر از گناہ سے بڑھکر حقیقت نہیں رکھتیں ؏

مولوی محمد علی صاحب کیوں مباہلہ نہیں کرتے

مباہلہ مباہلہ کا شور مچانے والے اور اس کی حمایت میں ناخنوں تک کا زور لگانے والے غیر مبایعین اور ان کے ”حضرت امیر“ کیوں اب سامنے نہیں آتے۔ جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام لیکر مباہلہ کی دعوت دی ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ جن الزامات کی تائید اور حمایت میں غیر مبایعین شرافت اور انسانیت کو بھی ترک کر چکے ہیں ان کا ہزارواں حصہ بھی درست ہو۔ اور پھر مباہلہ کرنے میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو کامیابی ہو۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب سامنے نہیں آتے۔ اور مباہلہ نہیں کرتے حقیقت یہ ہے۔ وہ بھی یہ سمجھتے ہیں۔ یہ ساری افترا پردازیاں ہیں۔ لیکن پرانا بغض اور کینہ انھیں چین نہیں لینے دیتا۔ اس وجہ سے نہ تو وہ مرد میدان بنکر میدان مباہلہ میں آتے ہیں۔ اور نہ شرانگیز دلی تائید اور حمایت سے باز رہ سکتے ہیں ؏

حضرت خلیفۃ المسیح کی صداقت میں ۲ دو خواب

بندہ ناچیز گو احمدی مدت سے ہے۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی زیارت کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ چونکہ حضور کی زیارت کا شوق ہر وقت رہتا ہے۔ اس لئے بفضل خدا ایک رات خواب میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک بڑا وسیع میدان ہے۔ جس میں خلق خدا کا بہت بڑا مجمع ہے۔ علماء دین غرباء اور فقرا اس میں شریک ہیں۔ ولی اللہ اور علماء دین کے لئے ایک اونچا سٹیج بنا ہوا ہے۔ اور علماء کرسیوں پر بیٹھے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد ایک وسیع برتن ظاہر ہوا۔ جس میں کوئی چیز برائے تقسیم رکھی تھی۔ ایک شخص اس برتن کو اٹھائے مجمع میں پھر رہا ہے۔ اور تمام علماء کو دیکھتا ہوا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور وہ برتن حضور کے سامنے رکھ کر مجمع میں تقسیم کرنے کے لئے درخواست کرتا ہے۔ یہ بات دیکھ کر علماء میں سے بعض حیرت میں آ گئے۔ اور کرسیاں چھوڑ کر چل دئے۔ حضور اٹھے۔ اور لوگوں میں تقسیم کرنے لگے۔ بے شمار خلقت آگے بڑھ بڑھ کر اپنا اپنا حصہ لینے لگی۔ مگر بعض ادھر ادھر کھسکنے لگے۔ میں اللہ تعالےٰ کا شکر کرتا ہوا حصہ لینے کے لئے آگے بڑھا۔ اور حضور نے ایک حصے کی بجائے تین حصے خوشی کے ساتھ عطا فرمائے۔ اور ساتھ ہی خوش ہو کر شاباش شاباش فرماتے ہوئے میری پیٹھ پر اپنے دست مبارک سے تھپکی دی۔ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا ؏

دوسرا خواب میں نے یوں دیکھا۔ کہ اخبار مباہلہ میرے چند غیر احمدی ساتھیوں نے خریدا۔ اور پڑھ کر میری طرف متوجہ ہوئے۔ مجھ کو اللہ تعالےٰ نے جس قدر توفیق دی۔ میں جواب دیتا رہا اور گفتگو کے ختم ہونے کے بعد یہ دعائیں کرتا ہوا سو گیا۔ کہ اے میرے مولا! تیرے پیارے پر الزام لگائے جاتے ہیں تو خود فیصلہ کر کے دنیا کو دکھا دے۔ اے خدا! جماعت احمدیہ کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ذریعہ ہر میدان میں کامیابی دے۔ اے میرے پروردگار ان حاسدوں کو تو ہر میدان میں شکست فاش دے۔ یہ دعائیں کرتا ہوا میں سو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ ایک مجمع ہے۔ جس میں دو پارٹیاں ہیں۔ ایک احمدیوں کی ہے۔ اور دوسری غیر احمدیوں کی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ مباہلہ ہونے والا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ اپنی جماعت کے آگے آگے چل رہے ہیں۔ اور جماعت تضرع سے اللہ تعالےٰ کے حضور دعائیں کر رہی ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنا فیصلہ یوں دکھایا۔ کہ مخالفین کے چہرے بالکل سیاہ ہو گئے اس وقت ہماری جماعت کی طرف سے اللہ اکبر کے نعرے بلند ہوئے اور مخالفین اپنا سا منہ لیکر چلے گئے ؏

میری یہ دو خوابیں نہ صرف میرے ایمان اور یقین کے لئے کافی ہیں۔ بلکہ ہمارے احمدی بھائیوں کے لئے بھی نہایت مفید ہونگی میں خیال کرتا ہوں۔ اخبار مباہلہ ہماری جماعت کا امتحان ہے کہ ہمارا کہاں تک یقین ہے۔ اور ہمارا ایمان اپنے امام کی صداقت پر کہاں تک ہے ؏

خاکسار
اللہ داد احمدی سٹوڈنٹ اسلامیہ کالج لاہور

چندہ خاص اور احمدیہ جماعت

ذیل میں ان جماعتوں کے افراد کے نام شائع کئے جاتے ہیں۔ جنھوں نے چندہ خاص میں کوئی خصوصیت دکھائی ہے۔ جن جماعتوں کے وعدے باقاعدہ یا باشرح ہیں۔ ان کے نام نہیں ہیں۔

(۱) جماعت گورداسپور :۔ چودہری غلام قادر صاحب اور قاضی محمود الحسن صاحب نے اپنا چندہ خاص باشرح یکمشت ادا فرمایا ہے ؏

(۲) جماعت سنگرور ریاست جیند کی گذشتہ سال کی تحریک چندہ خاص میں کل رقم ۲۸ روپے تھی۔ اس سال یہ رقم ۵۰ روپیہ ہے جو گذشتہ سال سے دوچند ہے۔ منشی غلام رسول صاحب احمد سیکرٹری مال کی کوشش قابل شکریہ ہے ؏

(۳) قادیان دارالامان کے احباب کے متعلق منشی محمد دین صاحب سیکرٹری مال نے یہ رپورٹ دی ہے۔ محلہ وار چندہ خاص کے وعدے لینے اور وصول کرنے کے لئے تجویز کرکے ۹ وفد مقرر کئے گئے ہیں ہر محلہ کے بااثر اور بارسوخ احباب کا وفد منتخب کیا گیا ہے۔ کام شروع ہو گیا ہے۔ فی الحال مندرجہ ذیل احباب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ڈاکٹر احمد الدین صاحب محلہ دارالرحمت نے ۵۰ روپیہ ادا کئے میاں علی احمد صاحب نے جنکی آمدنی بہت کم ہے۔ چندہ خاص دس روپے کا وعدہ کیا۔ شیخ حسین بخش صاحب پانچ روپے۔ ڈاکٹر فضل کریم صاحب پنشنر ۲۵ روپے۔ تاجدین و غنی خان صاحبان یہ دونو بھائی بہت غریب اور تنگدست ہیں انھوں نے ۱۲ روپے کا وعدہ کیا۔ مفصل رپورٹ چندہ خاص تیار ہو کر آنے پر خصوصیات والے احباب کے نام پھر شائع کئے جائینگے (۴) جماعت چک نمبر ۳۳ جنوبی علاقہ سرگودھا کے سیکرٹری مال چودہری شاہ محمد صاحب نے یکم جولائی ۱۹۲۹ء کو چندہ خاص کی تقریباً پوری رقم مبلغ ۴۰ روپے یکمشت ارسال کی ہے (۵) منشی احمد الدین صاحب پیرکار خواتین مالیر کوٹلہ نے نہ صرف چندہ خاص کی قسط ہی ارسال کی ہو بلکہ اپنا چندہ عام بھی اس کے ساتھ ہی بھیجدیا ہے (۶) عبد الغنی صاحب۔ دریا خان نے چندہ خاص ۲۵ روپے یکمشت ارسال کیا (۷) جماعت میمو برما کے سیکرٹری مال حمید احمد صاحب نے چندہ خاص کی رقم ۱۵ روپے ارسال کی ہے ؏

عبد المغنی۔ ناظر بیت المال قادیان

حصہ وصیت کی ادائگی کی تحریک

جائداد کی وصیتوں کی ادائگی میں دقتیں

جائداد کی وصیتوں میں دو دقتیں بہت ہی بڑی ہیں۔ (۱) پہلی دقت تو یہ ہے کہ ان کی ادائگی کا وقت بعد از وفات موصی ہوتا ہے۔ (جبکہ وہ شخص کہ جسنے عزیز ترین دوستوں۔ رشتہ داروں کو دیکر اپنی عزت اور ذرائع آمد و ترقی بلکہ اپنی جان کو خطرات میں ڈالکر احمدیت کے عزیز ترین متاع کو حاصل کیا۔ جس نے حوصلہ شکن ریاضتوں اور ابتلاؤں اور امتحانوں سے سالم گذر کر وہ روح حاصل کی تھی۔ کہ جب اس کے اردگرد کے لوگ تھوڑے سے مال و جائداد کے لئے دین کو چھوڑ رہے تھے۔ اس وقت اس پاک روح نے اس مہجور دین کی تبلیغ کیلئے اپنی جائداد کا ایک معتد بہ اور بڑا قیمتی حصہ بڑی خوشی سے لکھدینے پر آمادہ کر دیا تھا۔) دنیا سے ہاتھ جھاڑ کر اپنے حقیقی اور محبوب ترین آقا کے پاس چلا جاتا ہے۔ اور اب بجائے اس کے ان ورثاء کے قبضہ تصرف میں جائداد ہو جاتی ہے کہ جن کو احمدیت اگر ملی ہوتی ہے۔ تو سوائے کسی مشقت اور خرچ کرنے کے محض ورثہ میں ملی ہوتی ہے۔ لہذا ان میں وہ روح پیدا نہیں ہوتی۔ کہ جو اس متروک و مہجور دین کیلئے کوئی ادنیٰ سا حصہ برائے نام دینے پر بھی آمادہ کر سکے۔ جس کا پہلا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ایک طرف نعش خدا کے بتائے ہوئے مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے کے لئے لائی ہوئی ہوتی ہے۔ مگر خدا کے مسیحؑ کی ہدایات اور اسکے خلیفہ برحق کے ارشادات اور قواعد انجمن ہمیں مجبور کرتے ہیں۔ کہ ہم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اجازت دفن حاصل کرنے کے لئے تب درخواست کریں کہ حصہ جائداد وصول کر لیں۔ اور اس درخواست میں یہ درج کریں۔ کہ حصہ جائداد وصول ہو چکا ہے دوسری طرف ورثاء دینے کیلئے تیار نہیں ہوتے۔ پس اسوقت ہمیں خود بھی اس مقدس نعش کے دفن میں تاخیر ہونے یا مقبرہ بہشتی کے سوا دوسری جگہ میں دفن ہونیکی سخت تکلیف ہوتی ہے۔ مزید براں سب دیکھنے والے بھی اسپر بہت طعن و تشنیع کرتے ہیں مگر ہدایات و ارشادات اور قواعد کی وجہ سے ہم مجبور و معذور ہوتے ہیں۔ (۲) دوسری دقت یہ ہوتی ہے۔ کہ اکثر اوقات میت مقبرہ بہشتی میں دفن بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن پھر بھی انجمن کو حصہ وصیت کردہ سے کچھ بھی وصول نہیں ہوتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا فیصلہ

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اس دقت کو ابتدا ہی میں محسوس کیا تھا چنانچہ سب سے پہلا ریزولیوشن جو حضورؑ نے خود لکھکر انجمن میں پاس کرایا ہے اس میں یہ عبارت درج ہے۔

”پنجاب میں جو مالکان اراضی ہیں۔ اور ان کی راہ میں وصیت کرنے میں کوئی دقتیں ہیں تو انکے لئے مناسب ہے۔ کہ وہ جس قدر جائداد کو وصیت کرنا چاہتے ہیں۔ اسے بجائے وصیت کے اپنی زندگی میں ہبہ کر دیں۔ اور ہبہ نامہ پر اپنے ورثاء بازگشت کے (اگر کوئی ہوں) دستخط کرائیں۔ جن سے ایسے ورثاء کی رضامندی پائی جائے۔ اور ہبہ نامہ کی رجسٹری ضروری ہے۔ اور جائداد موہوبہ کا داخل خارج مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام کرائیں۔ لیکن ایسی صورت میں انہیں نئی پیدا کردہ جائداد کے متعلق ایسا وقتاً فوقتاً کرنا ہوگا۔ اگر ہبہ مذکورہ ریزولیوشن میں بھی دقت ہو۔ تو جس قدر جائداد کی وصیت یا ہبہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی قیمت بازاری مقرر کر کے یا اسکو فروخت کر کے قیمت مقرر کردہ یا زر ثمن کو مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے حوالہ کر دیں۔ لیکن ایسی صورت میں جب وہ نئی جائداد پیدا کریں۔ تو اس کے متعلق بھی انہیں وقتاً فوقتاً ایسا ہی کرنا ہوگا۔“

پس ان دقتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے موصی صاحبان کی خدمت میں بنہایت اخلاص سے عرض کرتا ہوں۔ کہ آپ اپنی زندگی میں ہی وصیت شدہ حصہ جائداد یا اسکی قیمت ادا کر کے اپنے جنت کے راستہ کو صاف کر دیں۔

مشکلات کا اندازہ

موصی صاحبان خود اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ جب آپ نے اس ضرورت کو سمجھ لیا ہے اور اسی کی وجہ سے اس طرف ایک قدم بھی اٹھایا ہے۔ اور وصیت کر دی ہے۔ اور پھر باوجود واحد اور مختار مالک ہونیکے اپنی زندگی میں اس کے دینے کے لئے اپنے اندر ہمت نہیں پاتے۔ بارکاوٹیں اور مشکلات دیکھتے ہیں۔ تو جب وہ دوسروں کے تصرف میں چلی جائیگی۔ جنہوں نے نہ اس ضرورت کو سمجھا ہوا ہے اور نہ اس حصہ کا دینا انکو جنت کا وارث بناتا ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ بہت سے شریک ہوں۔ تو پھر انکے لئے اس کا دینا کس طرح سے آسان ہو جائیگا۔

موجودہ زمانہ کی خاص قربانی

الوصیت کے پڑھنے سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ وصیت اس وقت کی وہ قربانی ہے۔ جو کہ اس زمانہ کے اعلیٰ درجہ کے مخلص۔ متقی مومنوں کے امتیاز کیلئے دلیل ہی خدا تعالیٰ کی نشان اور علامت قرار دی ہے۔ جیسی کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ ہر ایک نبی کی قوم کے اعلے درجہ کے مخلصین کے امتیاز کیلئے مختلف قربانیاں مقرر فرماتا رہا ہے اور اسمیں کوئی شک نہیں۔ کہ اپنے ورثاء کو نظر انداز کر کے اپنی جائداد کا ایک معتد بہ اور قیمتی حصہ اشاعت اسلام کیلئے لکھ دینا فی الحقیقت وہ بڑی قربانی ہے۔ جو اسکی بین شہادت بجا طور پر ہو سکتی ہے۔ کہ اسکا دینے والا دین اسلام کا سچا فدائی ہے۔ جو اس کے لئے سب کچھ قربان کر سکتا ہے۔

مگر اس میں بھی شک نہیں کہ بعد الموت پس ماندوں اور ورثاء کے ہاتھوں ادا ہونیکی صورت میں گو یہ شہادت ہو کہ موصی نے رضاء الٰہی اور خدمت دین کو اپنے عزیز ورثاء پر ترجیح دی ہے۔ لیکن یہ اس بات کی شہادت نہیں ہو سکتی۔ کہ اپنی احتیاج اور ذاتی مفاد پر اس نے رضاء الٰہی اور دین کو ترجیح دی۔ اور جس طرح خداوند تعالیٰ نے ہمارے بزرگ انصار بھائیوں کی تعریف فرمائی ہے ”یؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ“ کہ وہ اپنے آپ پر خدا تعالیٰ کی رضاء اور اسلام اور اہل اسلام کی خدمت و امداد کو اختیار کر لیتے ہیں۔ اگرچہ انکو خود بھی بڑی حاجت ہو۔ باوجود اس قدر بڑی قربانی کے ایسے موصی اس تعریف کے مستحق نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ دیکھ رہے ہیں۔ کہ اسلام اس وقت اس حصہ یا اس کی قیمت کا سخت محتاج ہے۔ مگر انہوں نے اپنی حاجت اور ذاتی انتفاع کو ہی اپنی زندگی میں اختیار کر رکھا ہے۔ اور اپنے ورثاء کی نسبت یہ امید رکھی ہے۔ کہ وہ اپنے مفاد کو چھوڑ کر تائید دین کیلئے ہمارے لکھے ہوئے کے مطابق حصہ جائداد یا اس کی قیمت دیں گے۔

زندگی میں حصہ وصیت کی ادائگی کا اجر

پس کیا ہی اچھا ہو کہ احباب اس کمی کو اس طرح پورا کریں۔ کہ جس طرح خدا تعالیٰ کی توفیق سے وصیت جیسی عظیم الشان قربانی کا امتیاز حاصل کیا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپنے ہاتھ سے اس کو ادا کر کے انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کیطرح یؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ کا امتیازی نشان اور تمغہ حاصل کریں۔ قرآن مجید میں خداوند کریم نے فرمایا ہے۔ ان لیس للانسان الا ما سعیٰ۔ انسان کیلئے وہی ہے۔ جس کی اس نے کوشش کی۔ پس جائداد کے موصی نے یہ کوشش کی۔ کہ اپنے ورثاء اور پس ماندوں پر دین کی ضرورت کو ترجیح دی۔ اس کا اجر ضرور اسکو ملیگا۔ مگر جسنے حصہ آمد کے موصی کی طرح اسکی سعی نہیں کی۔ کہ اپنی ذاتی ضروریات پر ضرورت دین کو مقدم کرے۔ وہ اس اجر کو پانیوالا نہیں ہو سکتا۔ تاوقتیکہ وہ بھی حصہ آمد کے موصی کیطرح اپنے ہاتھ ہی سے حصہ جائداد یا اسکی قیمت ادا کر دے۔ پھر صحیح حدیث میں آیا ہے۔ کہ اللہ کے نزدیک وہی صدقہ قابل قدر ہوتا ہے۔ کہ خود انسان کو اسکی حاجت ہو مگر اس کے باوجود انسان خدا کے لئے دیدے۔

موجودہ حالات میں ادائگی وصیّت کا اجر

اس کے علاوہ شریعت اسلام نے اسکا بھی لحاظ رکھا ہے۔ کہ دین کو اور لینے والے کو بھی اسکی ضرورت ہے یا نہیں۔ ایک اللہ کیلئے اسوقت دیتا ہے جبکہ دین کو اسکی ضرورت ہے۔ جیسے کہ صحابہ کرام نے ابتدا اسلام میں اپنے مالوں کو اسوقت تائید دین میں صرف کیا جبکہ دین کو سخت ضرورت تھی۔ اس کے مقابل اس زمانہ کے لوگوں کا مال صرف کرنا ہے۔ کہ جبکہ اسلام غالب ہو گیا۔ اور اسکو ان اموال کی ضرورت ہی نہ رہی۔ بلکہ اب وہ خود محتاجوں کو اپنے پاس سے دے رہا تھا۔ دیسو جیسے نبی کریمؐ نے صحابہؓ کو فرمایا۔ اسوقت تمہارا تھوڑا مال بھی اللہ کی راہ میں صرف کرنا وہ درجہ رکھتا ہے۔ کہ بعد میں آنیوالے احد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کرینگے۔ تو انکو وہ اجر نہیں ملیگا۔ پس جسطرح اللہ کیلئے اور دین کی تائید کیلئے دینے کی قدر اس سے بڑھتی ہے۔ کہ انسان کو خود حاجت ہو۔ مگر وہ اپنی ضرورت پر دین کی ضرورت کو ترجیح دیدے اسیطرح اس کی بھی اسکی قدر و منزلت بڑھ جاتی ہے۔ کہ دین کو اسکی ضرورت ہو۔ پس جس قدر دین کو اسکی زیادہ ضرورت ہوگی۔ اسی قدر اس مال دینے کی بھی اللہ کے نزدیک زیادہ قدر و منزلت ہوگی۔ اور یہ مخفی نہیں ہے۔ کہ سلسلہ کو اس ابتدائی دور میں مال کی سخت ضرورت ہے اسکی ترقی کی رفتار اسی مالی کمی کی وجہ سے بہت آہستہ ہے اور اس کے بہت سے ضروری کام اسی کمی کے باعث رکے پڑے ہیں۔ پھر اس ابتدائی دور میں بھی خصوصیت کے ساتھ اسوقت سلسلہ عالیہ کو مالی امداد کی سخت ترین ضرورت پیش آئی ہوئی ہے۔ اور جس طرح تاجر اپنے مال کی فروخت کیلئے اسوقت کی تلاش میں رہتا ہے۔ کہ اسکے مال کی اسمیں زیادہ قدر اور مانگ ہو جائے۔ اسیطرح مومن بھی جسنے شہنشاہوں کے شہنشاہ کے ساتھ سودا کرنا ہے۔ اس زمانہ کی تاک میں رہتا ہے کہ جسمیں اسکے مال اور اعمال کی قدر و منزلت اور ضرورت اور مانگ بہت زیادہ ہو جائے۔ پس میں خادم وصیت ہونیکی وجہ سے حصہ جائداد کے موصیوں کو ایک طرف یہ توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنی ضروریات پر تائید دین کو ترجیح دیکر حصہ جائداد یا اس کی قیمت اپنے ہاتھ سے دیکر انصار کی طرح یؤثرون الخ کا تمغہ حاصل کریں اور دوسری طرف انکو مطلع کرتا ہوں۔ کہ اس وقت خدا کے قائم کردہ سلسلہ الٰہیہ کو اس وقت مال کی سخت ضرورت ہے۔ اس وقت آپ حصہ جائداد یا اسکی قیمت کو جکی آپ وصیت کر چکے ہیں۔ دیکر اسکی قدر و قیمت کو ہزار گنا بڑھا لیں۔ جو آپکو اس وقت کام آئیگا جس وقت اگر دنیا و مافیہا بھی انسان کے پاس ہو۔ تو وہ اپنے بچاؤ کے لئے دینے پر تیار ہوگا مگر اس سے قبول نہیں کیا جائیگا۔ ایک قدم تو آپ خدا کے فضل اور اسکی توفیق سے اٹھا چکے۔ مگر منزل مقصود تک پہنچنے کیلئے دوسرے قدم کی بھی ضرورت ہے [illegible] خدائے کریم سے توفیق مانگ کر اس کو بھی ضروری [illegible] نہ چھوڑ جائیں۔ خدا تعالیٰ کا فضل اور اسکی توفیق [illegible]

اسلام نے غلامی کو کس طرح مٹایا

(از ملک عبدالرحمان صاحب خادم گجراتی)

مبارک زمانہ

کیا ہی مبارک تھا وہ زمانہ اور کیا ہی مقدس تھیں وہ گھڑیاں جن میں اس ہادیٔ خلق اللہ اور رحمۃ للعالمین کا ظہور ہوا جس نے اپنا پاک و مطہر مشن دنیا میں قائم کیا۔ اور ظلمتِ جہالت کی گھٹاٹوپ آندھیوں کو چہرۂ اسلام سے یکقلم نسیاً منسیاً کرتے ہوئے علم و حکمت سے کفر کی شور زمین میں توحید خالص کا ایسا بیج بویا کہ اس نخل ثمردار کے سامنے اشجارِ باطل کو سربسجود ہوئے بغیر چارہ نہ رہا۔ دنیا ضلالت و گمراہی کی تاریک و تار گھٹاؤں میں گھری ہوئی تھی۔ اس نے نور اسلام کی ظلمت پاش ضیاباری سے دنیا کا کونہ کونہ منور کر دیا۔ اسکی باطل شکن صدا عرب کے صحرا میں بانگِ درا بن کے گونجی۔ اور ذرہ ذرۂ عالم نورِ خدا سے آئینہ دارِ حقیقت بن گیا ؛

عرب بعثت رسول کریم کے وقت

آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل جمیع الناس عموماً اور ام القریٰ و من حولہا (سرزمینِ عرب) خصوصاً انتہائی بیدینی اور بد اخلاقی کی آماجگاہ بن رہی تھی۔ اس وحدہٗ لاشریک ہستی کے ساتھ جو حی و قیوم ہے بیشمار شریک ٹھہرائے جاتے تھے۔ خدا کی پیدا کردہ مخلوق کی جبینِ نیاز اپنے خالق کی بجائے آستانِ اغیار پر جھکتی تھی۔ اور نواد اس مقدس مقام کو جسے وہ بھی یادگارِ ابراہیمی ہونیکی وجہ سے مقدس خیال کرتے تھے۔ ۳۶۰ معبودوں کی مشترکہ ملکیت بنا رکھا تھا۔ صنفِ نازک گویا تحادِ روح و جسم سپردِ خاک کیا جاتا تھا۔ ایک مویشی کی جان کے بدلے ہزارہا بندگانِ خدا کا خون پانی کی طرح بہایا جاتا تھا۔ استعمال مسکرات و عشقِ زناں ان کے لوازماتِ زندگی میں سے تھے۔ ان میں قدیم آرین تہذیب برہمن و شودر کی تفریق کی بجائے غلام و آزاد کی صورت میں پرتو فگن تھی۔ خدا تعالےٰ کی ایک مخلوق محض اپنی غربت و بے سروسامانی کی وجہ سے گردن زدنی اور مستوجب سزا قرار دی جاتی انکی حیثیت مویشیوں سے بھی بدتر تھی۔ دس دس بیس بیس روپے میں ایک انسان کی خرید و فروخت ان کا ایک دل خوش کن مشغلہ تھا۔ انسان ضعیف البنیان کا حیوانوں کی ڈیوٹی ادا کرنا اور نہ کر سکنے کی صورت میں ناگفتہ بہ اور ناقابل برداشت سزا میں مبتلا کیا جانا مشاہدات یومیہ میں سے تھا۔ ہزارہا بندگانِ خدا موت کی کھڑکی سے گذر کر زندان دنیا سے آزاد ہوتے تھے۔ غرضکہ مخلوق خدا کفر و شرک کے تاریک و تار گڑھے میں گر چکی تھی۔ جہالت و گمراہی کی گھنگھور گھٹائیں مذہبی دنیا پر امڈی ہوئی تھیں ؎

شامِ غم لیکن خبر دیتی ہے صبح عید کی
ظلمتِ شب میں نظر آئی کرن امید کی

آفتاب رسالت کا طلوع

یک لخت سرزمینِ عرب میں آفتابِ رسالت طلوع ہوا جسکی ضیا پاشی نے خوابِ غفلت میں مست سونیوالوں کو بیدار کر دیا۔ تاریکیٔ شب میں بھٹکنے والے کروڑہا مسافر اپنی منزلِ مقصود کو پہنچے مظلوموں کی دادرسی کی گئی۔ اور ظالم کا ہاتھ مظلوم کی ایذا رسانی سے روک دیا گیا۔ ؎

فطلعت شمس الھدیٰ نصحًا لھم
لِتضیئھم من وجھک النورانی (المسیح الموعود)

مساوات انسانی کا اعلان عام

رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے جب دنیا کو ایسی حالت میں پایا تو آپ کا دل کڑھا۔ آپ نے دنیا کی بہتری و بہبودی کے لئے دن رات ایک کر دیا۔ یہانتک کہ خدا تعالےٰ نے لعلک باخع نفسک کا ارشاد فرمایا۔ کہ اے نبی ایسا نہ ہو کہ لوگوں کے غم میں اپنے آپ کو ہلاک کر لے۔ آپؐ نے غلاموں کی بدترین حالت دیکھ کر خدا تعالےٰ کے حکم سے تمام دنیا میں اعلان فرمایا :- یا ایھا الناس انا خلقنا کم من ذکر و انثیٰ و جعلنا کم شعوبًا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم" (الحجرات) اے انسانو! یاد رکھو تم میں بلحاظ انسان ہونیکے ایک دوسرے پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ کیونکہ ہم نے تم سب کو ایک ماں باپ سے ایک ہی طریق پر پیدا کیا ہے۔ اور ہم نے تم میں قبیلے اور ذاتیں تو محض پہچان کے لئے بنائی ہیں۔ مگر یاد رکھو کہ ان میں کوئی وجہ فضیلت نہیں۔ بلکہ ہمارے نزدیک وہی سب سے افضل ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے ؛

کیسی اعلیٰ تعلیم تھی جو نہایت واضح اور احسن طریق پر دنیا کو دیگئی۔ بتا دیا گیا کہ فضیلت امارت و حکومت۔ دولت و خاندان سے نہیں بلکہ اعلےٰ درجہ کے اخلاق و تقوٰی کی بنا پر ہے پس کسی شخص کا حق نہیں کہ وہ اپنی دولت کی وجہ سے دوسرے پر ادعائے فضیلت کرے کیسی جامع و مانع تعلیم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک و مقدس زندگی کے متعدد واقعات اسپر شاہدِ ناطق ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غلامی کی لعنت میں گرفتار انسانوں کو محبت و ہمدردی کے ساتھ قعرِ مذلت سے ایسا نکالا کہ ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا۔ اور نہ کوئی بندہ نواز

پانچ وقتہ نماز

عملی زندگی کے لئے نماز کو کم از کم پانچ مرتبہ یومیہ فرض قرار دیکر مساواتِ اسلامی کا بے نظیر عملی سبق دیا۔

غلاموں کی آزادی

عین عنفوانِ شباب میں جبکہ ہر انسانی دل میں جوانی کی امنگیں اور دماغ میں جوشِ حکومت پایا جاتا ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے تمام ملازم جب آپکے حلقۂ اختیار میں آئے۔ تو حضورؐ نے یکدم سبکو آزاد کر دیا۔ آپؐ کا یہ فعل جہاں آپکی انتہائی رحمدلی سخاوت اور جذبۂ ہمدردیٔ غلامان کا پتہ دیتا ہے وہاں اپنے اندر امت مسلمہ کے لئے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کے ارشادِ خداوندی کے مطابق غلاموں کو آزاد کر دینے کا حکم بھی رکھتا ہے ؛

بے مثال غلام نوازی

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جو ایک عیسائی قبیلہ سے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بطورِ غلام ملے تھے۔ آنحضرت صلعم نے انکو آزاد کر دیا۔ انہی زیدؓ کے بیٹے اُسامہ رضؓ (جو دوسرے لفظوں میں "غلام زادہ" تھے اور اس وجہ سے عرب کے قدیم دستور کے مطابق حقیر تھے) کو حضورؐ نے ایک ایسے اسلامی لشکر کا امیر مقرر فرمایا جو آپ ہی کے نام پر "جیشِ اسامہؓ" کے نام سے مشہور ہے۔ جس میں بڑے بڑے جلیل القدر صحابہؓ اور روساء عرب شامل تھے۔ بلکہ بعض روایات کے مطابق حضورؐ نے فرمایا تھا۔ "جھزوا جیش اسامۃ لعن اللہ من تخلف عنھا" (تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۶۴ و الملل والنحل صفحہ ۶) کہ جیشِ اسامہ کی تیاری کرو خدا کی لعنت اسپر جو پیچھے بیٹھ رہے ؛ اگرچہ بعض عربوں کو بوجہ قدیم خیالات کے یہ ناگوار تھا۔ مگر آنحضرت صلعم نے غلام و آزاد کی بے وجہ تفریق کو مٹانے کے لئے ایسا کیا۔ اور آپؐ نے بتا دیا کہ جس طرح ایک آزاد میں حکومت کا مادہ ہے۔ اسی طرح ایک غلام بھی اولوالامر ہو سکتا ہے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حضورؐ کا یہ فعل محض اپنی ذات کے لئے تھا نہ کہ امت کے لئے کیونکہ امت رسول کریمؐ کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنا اپنا فرض سمجھتی تھی۔ چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس لشکر کی روانگی سے قبل ہی فوت ہو گئے تو یہ لشکر حضرت ابوبکرؓ نے اپنے عہد میں روانہ کیا۔ اور حضرت اسامہؓ ہی کو اس کا امیر مقرر فرمایا۔ اسپر جب حضرت عمرؓ نے اعتراض کیا کہ اتنے جلیل القدر صحابہ پر مشتمل لشکر کا امیر ایک غلام زادے کی بجائے کسی خاندانی آدمی کو کیوں نہیں بنایا جاتا؟ تو حضرت ابوبکرؓ نے یہ کہکر انکار کر دیا کہ آنحضرت صلعم نے اسامہؓ کو اس لشکر کا امیر مقرر فرمایا ہے۔ اس لئے کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ آنحضرت صلعم کے فعل پر اعتراض کرے یہی اطاعتِ رسول تھی جسکی وجہ سے خلیفۂ وقت حضرت ابوبکرؓ حضرت اسامہؓ کے گھوڑے کے ساتھ ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ اور باوجود اسکے کہ حضرت اسامہؓ نے عرض کیا۔ کہ یا آپ بھی سوار ہو جائیں یا میں نیچے اُتر آؤں۔ مگر آپ پیدل ہی چلے گئے۔ غرضکہ آنحضرت صلعم نے غلامی کو مٹانے کے لئے ایسا نمونہ چھوڑا جسکی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ اللھم صل علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

غلام زادہ سرورِ دو عالم کی گود میں

حضرت اسامہؓ بن زیدؓ (مذکورہ) جب ابھی بچے تھے آنحضرت صلعم انکو گودِ مبارک میں اٹھا لیا کرتے اور بہت پیار کرتے۔ اور بعض دفعہ فرمایا کرتے "اگر اسامہؓ بیٹی ہوتا تو میں انکو زیور پہناتا" غلاموں کے ساتھ عربوں کے قبل از اسلام سلوک کا نقشہ دل میں بٹھائیں اور پھر سوچیں آنحضرت صلعم کا ایک غلام زادے کو اپنی گود میں اٹھانا۔ پیار کرنا۔ بلکہ زیور پہنانے کی خواہش کرنا کس حد تک غلاموں کے ساتھ مساویانہ سلوک پر دال ہے؟ فتفکر و تدبر!

غلاموں کے متعلق وصیت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر امتِ محمدیہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا۔ ارقاء کم ارقاکم اطعموھم

مما تاکلون واکسوھم مما تلبسون۔ کہ غلاموں کی خبر گیری کرو۔ انکو کھلاؤ جہاں سے تم خود کھاتے ہو۔ اور انکو پہناؤ جہاں سے خود پہنتے ہو ؎

تمام انسان آدم کے بیٹے ہیں

فرمایا۔ لیس للعربی فضل علی العجمی ولا للعجمی فضل علی العربی کلھم ابناء آدم وآدم من التراب۔ کہ کسی عرب کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی عجمی پر اپنی فضیلت کا دعویٰ کرے اور اسی طرح کسی عجمی کا حق نہیں ہے کہ وہ عربوں پر اپنی فضیلت کا اظہار کرے۔ تمام کے تمام انسان آدم کے بیٹے ہیں اور آدم مٹی سے تھا۔

غریبوں کی بدولت نصرت

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ان لوگوں میں سے تھے جو رسوم جاہلیت کی وجہ سے غلاموں کو حقیر خیال کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا۔ تم کو جو نصرت اور روزی میسر آتی ہے وہ انہی غریبوں کی بدولت ہے (مشکوٰۃ باب فضائل الفقراء) حضورؐ نے غرباء کو بھی امراء کی دولت میں شریک ٹھہرا کر غلامی کا ایسا قلع قمع کیا کہ تہذیب دنیا میں اسکی نظیر تلاش کرنا تضیع اوقات ہے۔

غلام پر مہربانی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جو مالک اپنے غلام سے مہربانی کرے وہ مقبول خدا ہوگا۔ اور جو اپنے اختیار کو برے طور پر استعمال میں لائے یعنی غلام کو ستائے وہ داخل جنت نہ ہوگا" ایک صحابی نے حضور سے سوال کیا۔ "جو میرا غلام مجھے ناراض کرے اسے کتنی بار مجھے معاف کر دینا چاہیئے" آنحضرت صلعم نے جواب دیا "ایک روز میں ستر دفعہ (اعجاز التنزیل ص۲۸۱-۲۸۲)

امتیاز کو مٹانا

زرقانی جلد ۴ ص۳۰۶ میں ایک روایت درج ہے۔ گو براہ راست تو وہ غلامی کے متعلق نہیں مگر عالمگیر مساوات اسلامی کے لئے ایک بے نظیر مثال ہے۔ ایک سفر میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے کھانا پکانے کا انتظام کیا۔ ہر ایک صحابی کے لئے کوئی نہ کوئی ڈیوٹی مقرر ہوئی تو آنحضرت صلعم نے لکڑیاں اکٹھی کر کے لانے کا کام اپنے ذمہ لیا۔ صحابہ نے عرض کیا۔ کہ حضورؐ تکلیف نہ فرماویں ہم خود لکڑیاں اکٹھی کر لینگے فرمایا "میں امتیاز کو پسند نہیں کرتا" میں معترضین سے پوچھتا ہوں کہ جو شخص مطلقاً "امتیاز" ہی کو پسند نہ کرتا ہو۔ اس کے متعلق یہ کہنا کہ اس نے غلامی کو رواج دیا۔ کہاں تک صداقت و حق بیانی پر مبنی ہے؟

مندرجہ بالا واقعات سے ہر عقلمند اور انصاف پسند انسان پر کلی طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے دنیا سے غلامی کو مٹایا۔ آپ نے دنیا میں عالمگیر مساوات قائم کی۔ حضورؐ نے کالے گورے۔ عربی عجمی۔ امیر غریب۔ برہمن شودر۔ غلام آزاد سب تمیزوں کو یکقلم مٹا دیا۔ اور غلاموں کی مقہور خلق قوم کو ذلت وادبار کے تاریک گڑھے سے نکالکر عزت وبندگی کے بلند مینار پر کھڑا کر دیا ؎

وکم من حقیرٍ فی عیون جھلتھم
باعین خلقٍ لؤلؤًا و زبرجدا

(از المسیح الموعود)

غلامی کے متعلق حدود

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غلامی پر جو حدود لگائیں وہ اس دعوی کو اور بھی مضبوط کر دیتی ہیں۔ چنانچہ حضورؐ نے آزاد کو غلام بنانا قتل کا مجرم ہونیکے مترادف قرار دیا۔ غلاموں کو آزاد کرنا یا کرانا کار ثواب قرار دیکر امت کو غلامی کے مٹانے کی طرف توجہ دلائی۔ غلام کو مارنا ناجائز قرار دیا بلکہ حکم دیا کہ جو غلام کو مارے اس کا غلام آزاد کر دیا جائے۔ پھر غلام کو خود آزاد ہو جانے کا حق دیا گیا۔ غلام بنانے کی اجازت صرف جہادی لڑائیوں ہی میں دیگئی ؎

غلاموں کی جاں نثاری

یہ وہ سلوک ہے جو آنحضرت صلعم نے غلاموں کی آزادی کے لئے ان سے کیا۔ مگر مضمون نامکمل رہے گا۔ جبتک میں یہ نہ بیان کروں کہ غلاموں نے آنحضرت صلعم کو اپنا دوست سمجھا یا دشمن! غلامی کے مٹانے والا خیال کیا۔ یا قائم کرنے والا؟

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو جب آزاد کیا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت زیدؓ کے والدین آئے۔ اور آنحضرت صلعم کے حضور ان کو لے جانے کے لئے اجازت طلب کی۔ حضورؐ نے فرمایا "بیٹے تو اسے آزاد کر دیا ہے لیجاؤ"! حضرت زیدؓ نے آنحضرت صلعم جیسے محسن و مقدس وجود سے مفارقت گوارا نہ کی۔ اور اپنے والد سے کہا۔ "مجھے آنحضرت صلعم سے کوئی پیارا نہیں۔ میں انہیں چھوڑ کر نہیں جا سکتا"۔ اگر رسول کریم صلعم غلاموں کے دوست اور غلامی کے دشمن نہ ہوتے تو حضرت زیدؓ آپ کے پاس رہنے کو اپنے والدین کے پاس گھر جانے پر ترجیح کیوں دیتے؟

حضرت عائشہؓ کے پڑوس میں ایک حبشی عورت رہا کرتی تھی وہ جب بھی حضرت عائشہؓ کے پاس آتی یہ شعر پڑھتی ؎

یوم الوشاح من تعاجیب ربّنا
الا انہ من بلدۃ الکفر انجانی

کہ مالا والا دن خدا کے عجیب کاموں والا تھا۔ کیونکہ اسی نے مجھے کافروں کے شہر سے نجات دی ؎

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے اس کا مطلب پوچھا تو اسنے کہا۔ میں اسلام لانے سے قبل ایک قبیلہ میں لونڈی تھی۔ ایک دن کہیں عورتیں نہا رہی تھیں۔ ان میں سے ایک کی مالا گم ہو گئی مجھ پر شبہ کیا گیا۔ اور مجھے سزا دی جانے لگی۔ حتیٰ کہ جب ایک چیل نے وہی مالا اوپر سے پھینک دی۔ تو مجھے چھوڑ دیا گیا۔ پھر میں نے وہاں رہنا گوارا نہ کیا۔ اور یہاں آکر اسلام لے آئی۔ اس واقعہ سے جہاں غلاموں اور لونڈیوں کی قبل از اسلام حالت زار کا پتہ چلتا ہے وہاں وہ مساویانہ اسلامی سلوک بھی عیاں ہے جس سے وہ لوگ اس قدر مسرور و فرحاں تھے۔ کہ ہر وقت انکی زبانیں شکریۂ خداوندی سے معمور رہتی تھیں ؎

اسی طرح کے ہزاروں واقعات ہیں۔ حضرت بلالؓ۔ خبیبؓ۔ صہیبؓ۔ لبینہؓ اور زنیرہؓ وغیرہ غلاموں پر کفار کے مظالم سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان سے محض ان کے اسلام لانے کی وجہ سے نہایت ظالمانہ وجابرانہ سلوک کیا گیا۔ مگر اسلام کا کچھ ایسا نشہ انہیں تھا کہ باوجود سخت سے سخت وحشیانہ سزا ئیں

بھگتنے کے پھر بھی وہ "احد احد" اور "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" ہی پکارتے رہے۔ کیا یہ سب واقعات مجموعی طور اس حقیقت برہنہ کو اور آشکار نہیں کرتے کہ آنحضرت صلعم دنیا کو غلامی کا قلع قمع کرنے والے تھے۔ نہیں بلکہ آپ ہی پہلے انسان تھے جس کے دل میں اس حقیر و ذلیل قوم کی ہمدردی نے جوش مارا۔ اور آپ نے اپنے قول اور فعل سے انکو اس قعر مذلت سے نکال کر دنیا کی نظروں میں معزز اور قابل احترام بنا دیا۔ بلالؓ ایسا انسان کہ جسے ایک وقت مکہ کے شریر لڑکے آپ کے پاؤں میں رسی باندھ کر بازار میں گھسیٹتے تھے۔ اسلام لانے کے بعد عرب کی بہترین ہستیوں کیلئے واجب الاحترام ہوئے۔ کون ہے۔ جو دنیا کی تاریخ میں آنحضرت صلعم کے اس بے نظیر کارنامے اور اس بے عدیل قوت قدسی کی مثال پیش کر سکے۔ جو خدا نے غلامی کے مٹانے میں دکھائی۔ سچ ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا:۔

احییت اموات القرون بجلوۃٍ
ماذا یماثلک بھذا الشانٖ

اے رسول عربی صلعم! آپ نے صدیوں کے مردوں کو ایک ہی جلوہ سے زندہ کر دیا۔ کون ہے جو اس شان میں آپ کا مقابلہ کر سکے؟ ؎

اللّٰھم صلّ علی نبیّک دائماً
فی ھذہ الدنیا و بعث ثانٖ

68

محکمہ صاحب عدالتی بہادر ڈھلوان راج کپورتھلہ

عبداللہ ولد شادی خوجہ ساکن چکو کی تحصیل بھونسہ
مدعی

بنام

خوشی رام ولد بیلی رام کھتری ساکن چکو کی تحصیل بھونسہ
مدعا علیہ

دعویٰ ماللعہ ۱۱۰ر

اشتہار طلبی مدعا علیہ

مدعا علیہ علاقہ انگریزی میں رہتا تھا ـ اور اب لاپتہ ہے ـ اس لئے تاریخ پیشی ۱۹ ساون ۱۹۸۶ء مطابق ۳ اگست ۱۹۲۹ء مقرر ہو کر اشتہار طلبی مدعا علیہ آڈر ۵ رول ۲۰ جاری کیا جاتا کہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر جواب دہی کرے ـ ورنہ عدم حاضری کی نسبت کارروائی ضابطہ کی جاوے گی ـ

۲۸ ہاڑ ۱۹۸۶ء

ہندوستان کی خبریں

لاہور ۱۹۔جولائی۔ آج مسٹر رام چندر جائنٹ ایڈیٹر بندے ماترم اخبار لاہور جسے کاکوری ڈے" اور لالہ لاجپت رائے کی وفات کے موقعہ پر مخویانہ تقریریں کرنے کے جرم میں تین سال قید اور پانسو روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی تھی۔ کا اپیل عدالت عالیہ میں پیش ہؤا۔ فاضل جج نے ایک جرم میں بری کر دیا۔ اور دوسرے کی سزا بحال رکھی۔ جو ایک سال قید اور دو صد روپیہ جرمانہ ہے ؛

لاہور۔ ۱۹۔جولائی۔ ۳۰ر اکتوبر ۱۹۲۸ء کو جب سائمن کمیشن کے ارکان لاہور آ رہے تھے۔ تو پنڈت پیارے موہن اسسٹنٹ ایڈیٹر ٹریبیون کو محکمہ اطلاعات پنجاب سے پاس حاصل کرنے کے باوجود پولیس نے اسٹیشن کے اندر داخل ہونے سے روک دیا۔ اور زیر حراست کر کے تھانہ پولیس میں لے جا کر جامہ تلاشی لی اور پرائیویٹ خطوط پڑھ لئے اس لئے پنڈت صاحب نے وزیر ہند کے خلاف مبلغ دو ہزار روپیہ بطور ہرجانہ کا دعوے دائر کیا تھا۔ سب جج نے فیصلہ میں لکھا۔ کہ وزیر ہند کو اس معاملہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے مدعی اس کے خلاف دعوے دائر نہیں کر سکتا۔ لہذا وہ سولہ روپیہ خزانہ سرکار میں داخل کرے۔ عدالت نے یہ بھی لکھا۔ کہ مسٹر سکاٹ اور اسسٹنٹ سب انسپکٹر پولیس کے خلاف دعوے دائر کیا جا سکتا ہے ؛

الہ آباد۔ ۱۷۔جولائی۔ چند ماہ ہوئے۔ کونسل میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ہوم ممبر نے کہا تھا۔ کہ صوبجات متحدہ کے جیل خانوں میں قیدیوں کے لئے گاندھی ٹوپیاں مہیا کی جایا کریں گی۔ اس سلسلہ میں معلوم ہؤا ہے۔ کہ اس وعدہ کے مطابق قواعد جیل میں ترامیم ہو رہی ہیں ؛

کلکتہ ۱۸۔جولائی۔ گورنر باجلاس کونسل نے "کاکوری ٹریجیڈی" نامی کتاب مصنفہ نانند نرائن رائے کی تمام کاپیاں بحق ملک معظم ضبط قرار دی ہیں۔ کیونکہ گورنر کے خیال میں اس کتاب کی اشاعت سے ملک معظم کی رعایا میں حکومت کے خلاف جذبہ نفرت و حقارت پیدا ہونے کا احتمال ہے ؛

لاہور ۱۹۔جولائی۔ آج جلوس نکالنے کی ممانعت کرتے ہوئے دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیا گیا تھا۔ لیکن بھگت سنگھ اور دت کے لئے چندہ اکٹھا کرنے کی غرض سے چند کانگرسی نوجوانوں نے جلوس نکال کر دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کی۔ جب جلوس مذکور لنڈا بازار کے سرے پر پہنچا۔ تو پولیس کی بہت بڑی تعداد موقعہ پر پہنچ گئی۔ اور جلوس کو منتشر کر دیا۔ اور ظفر علیخاں کو معہ سات دیگر کانگرسیوں کے گرفتار کر لیا ؛

شملہ ۱۷۔جولائی۔ پنجاب کونسل کے آئندہ سیشن میں ماسٹر دین محمد ایک ریزولیوشن پیش کریں گے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ گورنمنٹ ایک ایسا مسودہ قانون پیش کرے۔ جس میں یہ قرار دیا جائے۔ کہ جب شرع اسلام کے مطابق کوئی شادی ہو جائے۔ تو وہ بصورت مرد یا عورت کے اسلام سے منحرف ہو جانے پر فسخ نہ سمجھی جائے ؛

شملہ ۱۷۔جولائی۔ پنجاب کونسل کے آئندہ سیشن میں سر محمد اقبال ایک ریزولیوشن اس مطلب کا پیش کریں گے۔ کہ گورنمنٹ سے تحریک کی جائے۔ کہ وہ ان اضلاع کے لئے جو چناب سے پرے صوبہ سرحد اور بلوچستان میں واقعہ ہیں۔ ایک علیحدہ یونیورسٹی قائم کرے ؛

لاہور ۱۹۔جولائی۔ انارکلی کے جنرل مرچنٹس نے گرمی کی شدت کے باعث فیصلہ کیا ہے۔ کہ ۲۰۔جولائی سے ۳۱ر اگست تک شام کو تمام دوکانیں ۸ بجے بند کر دی جایا کریں ؛

لالہ بانکا دیال ایڈیٹر "جھنگ سیال" سری نگر میں ۱۹۔جولائی فوت ہو گئے ؛

لاہور ۲۱۔جولائی آج پولیس نے پھر پری محل کا محاصرہ کر لیا۔ اور حسب معمول سات نوجوانوں کا جلوس "انقلاب زندہ باد" "ملوکیت پر لعنت" "بھگت سنگھ زندہ باد" "دت زندہ باد" کے نعرے لگاتا ہؤا میدان میں نکلا۔ تو پولیس نے انہیں گرفتار کر لیا ؛

سکندر آباد ۱۹۔جولائی۔ حضور نظام الملک دکن نے ایک فرمان جاری فرمایا ہے۔ جس میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ سرکار عالی نے حکومت ہند سے استدعا کی ہے۔ کہ کسی یورپین جج کی خدمات مستعار دی جائیں۔ مال بٹری کے مقدس استھان کے متعلق سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان جو نزاع چند ماہ سے چلا آتا ہے۔ یہ جج صاحب اس کا فیصلہ کریں گے۔ یہ فیصلہ آخری اور قطعی ہوگا۔ اور جو کوئی اس فیصلہ کی مخالفت کرے گا۔ یا اس کے نفاذ کی راہ میں روڑے اٹکائے گا۔ اسے دولت آصفیہ سخت سزا دے گی ؛

چنیوٹ ۱۸۔جولائی۔ آج ۳ بجے کے بعد دریائے چناب چنیوٹ کے قریب ایک کشتی الٹ گئی۔ جو چنیوٹ آ رہی تھی کشتی کے بیسیوں سوار ڈوب گئے۔ یہ لوگ سرگودہ کی طرف سے آ رہے تھے۔ اور بذریعہ کشتی چنیوٹ آ کر چنیوٹ چک جھمرہ ریلوے پر اپنے اپنے مقامات کو جانے والے تھے۔

ترچناپلی۔ ۱۸۔جولائی۔ ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ گذشتہ بدھوار کو پالا پورم میں آگ لگ جانے سے ڈیڑھ سو گھر جل گئے۔ نقصان کا اندازہ ۵۰ ہزار کے قریب ہے ؛

لاہور ۲۰۔جولائی۔ مولانا ظفر علی خاں اور سردار منگل سنگھ وغیرہ جنہیں کل شام کو زیر دفعہ ۱۵۱ تعزیرات ہند گرفتار کیا گیا تھا۔ آج ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کی عدالت میں پیش کئے گئے۔

لاہور ۲۰۔جولائی۔ کل مردوں کی بے حرمتی دیکھ کر عورتوں کے دلوں میں جوش پیدا ہؤا۔ اور انہوں نے پاربتی دیوی کی سرکردگی میں ۴ بجے جلوس نکالا۔ اور وہی راگ گاتی اور نعرے لگاتی اور وہی تصویریں بانٹتی اور چندہ جمع کرتی ہوئی پری محل آ پہنچیں۔ اس جلوس میں کل نو خواتین تھیں۔ پولیس نے انہیں کسی جگہ نہیں روکا۔ اور انہوں نے شام تک ۱۸۲ روپے جمع کر لئے ؛

پشاور ۱۸۔جولائی۔ معلوم ہؤا ہے۔ کہ افغانی علاقہ کے ستنواریوں اور مصندوں کے درمیان ڈکہ اور طورخم کے مقامات پر محصول لینے کے متعلق جو گفت و شنید ہو رہی تھی وہ منقطع ہو گئی ہے۔ دونوں طرف سے کشیدگی کے جذبات ترقی پذیر ہیں اور فساد ہو جانے کا اندیشہ ہے ؛

ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۱۷۔جولائی۔ آئندہ ہفتہ میں ملک معظم کی طرف سے پرنس آف ویلز سان مرکزی کمیٹی کا خیر مقدم کریں گے۔ کیونکہ ملک معظم کی صحت آپ کو ذاتی طور پر خیر مقدم کرنے کی اجازت نہیں تھی ؛

لنڈن ۱۵۔جولائی۔ جرمن کی نارد وسچر لائڈ کمپنی کا جہاز "بریمن" آج کل ساوتھمپٹن میں ہے۔ اس کا وزن ۴۶ ہزار ٹن ہے۔ اور اس کی ساخت اور آلات کے متعلق جملہ کوائف صیغہ راز میں رکھے گئے ہیں۔ اس کے انجن میں ایک لاکھ اٹھارہ ہزار گھوڑوں کی طاقت ہے۔ اس پر تیس لاکھ پونڈ سے زیادہ خرچ ہو چکا ہے۔ کمپنی کا دعویٰ ہے۔ کہ یہ جہاز ہرگز غرق نہیں ہو سکتا۔ اس میں جان بچانے کے لئے کشتیاں ہیں۔ جن میں اگر پانی بھی بھر جائے۔ تب بھی ان کے انجن برابر کام کر سکتے ہیں۔ اس جہاز میں ایک منجنیق بھی ہے۔ جس کی وہ بائی ہوئی ہوا کی مدد سے ہوائی جہاز فضائے آسمانی سے سطح سمندر پر مہبوط کر سکتے ہیں ؛

قسطنطنیہ ۱۹۔جولائی۔ انگورہ سے خوفناک آتش زدگی کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ جس نے شہر کے ایک حصے کو جلا کر راکھ کر دیا ہے۔ تیز و تند ہوا کے باعث نقصان بہت زیادہ ہؤا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ دس ہزار سے زائد دوکانیں نذر آتش ہو گئی ہیں۔ نقصان جان و مال کا صحیح اندازہ درست نہیں لگایا جا سکتا۔ چھ نعشیں برآمد ہوئی ہیں۔ مصطفےٰ کمال پاشا بنفس نفیس فائر مینوں کو ہدایات دے رہے تھے

لنڈن ۲۰۔جولائی۔ سول ملٹری گزٹ کے لنڈنی نامہ نگار کو موثق ذرائع سے اطلاع ملی ہے۔ کہ سر سکندر حیات کو صوبجات متوسط کا گورنر بنایا جائے گا ؛

مشہد ۱۸۔جولائی۔ رسوائے عالم قزاق زلفو اور اس کی جماعت کی وجہ سے علاقہ کوچان میں دہشت کا دور دورہ تھا۔ مگر ان لوگوں کی گرفتاری سے اب امن بحال ہو گیا ہے۔ اس جماعت نے قتل کی متعدد وارداتیں کیں۔ قزاقوں کے سردار نے کلاہ پہلوی کے خلاف جنگ جاری کر رکھی تھی۔ وہ جس شخص کے سر پر ایسی ٹوپی دیکھتا اسے قتل کر ڈالتا ؛

واشنگٹن کالونی کے برطانوی سفارت خانہ میں غیر ملکی افسران وامریکن مہمانوں کی خاطر تواضع و سٹاف (جو کہ ۱۲۔ آدمیوں پر مشتمل ہے) کے ذاتی مصرف کے لئے ہر سال تقریباً دس لاکھ شراب کی بوتلیں خرچ ہوتی ہیں ؛

نیویارک ۱۸۔جولائی۔ آج صبح جبکہ آسٹریا کا چانسلر اپنے دفتر میں آ رہا تھا۔ ایک آدمی نے اس پر ریوالور چھوڑنے کی ناکام سعی کی سنتری نے اسے دیکھ لیا۔ اور ریوالور کو چھین کر اسے گرفتار کر لیا۔ حملہ آور بیکار ورزی ہے۔ اور اس نے چانسلر کو صدر سمجھا۔ جس کو وہ اپنی بیکاری کا ذمہ دار خیال کرتا تھا۔ اور اس لئے اس کو مارنا چاہتا تھا ؛

قسطنطنیہ ۲۰۔جولائی۔ گذشتہ اپریل میں پولیس نے سمرنا اور قسطنطنیہ سے متعدد اشتراکیوں کو گرفتار کیا تھا۔ جس [illegible]

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر دکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔